رجسٹرڈ نمبر ایل ۶۷

REGD No P 57

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ
بدر
قادیان

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ
چھ روپے
ششماہی
۵۰-۳ روپے
ممالک غیر
۵۰-۷ روپے
فی پرچہ ۱۳ نئے پیسے

جلد ۹	۲۳ احسان ۱۳۳۹ ہش ۲۷ ذوالحجہ ۱۳۷۹ھ ۲۳ جون ۱۹۶۰ء	نمبر ۲۵

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۱۷ جون - سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں ۸ جون بوقت دس بجے قبل دوپہر کی رپورٹ مظہر ہے کہ:-

"کل دن بھر حضور کو ہلکی اعصابی بے چینی کی تکلیف رہی مگر طبیعت نسبتاً بہتر رہی - رات نیند آگئی - اس وقت طبیعت بہتر ہے۔"

احباب جماعت خاص توجہ اور عجز و الحاح سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے - آمین ثم آمین۔

—— محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال جنوبی ہند کے سفر پر ہیں اور عنقریب واپس تشریف لانے والے ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں سب کے ساتھ ہو اور بخیر و عافیت دارالامان میں واپس لائے - آمین

علاقہ جموں و پونچھ کا تبلیغی و تربیتی دورہ

از مکرم حکیم محمد سعید صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ علاقہ جموں و پونچھ، بتوسط نظارت دعوت و تبلیغ قادیان

گذشتہ تبلیغی دورہ گذشتہ سال ماہ نومبر میں مرکز کی ہدایات کے ماتحت مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی مبلغ سلسلہ احمدیہ نے علاقہ جموں و پونچھ کی جماعتوں کا دورہ کیا۔ جماعتوں کے بجٹ کی تشخیص کی عہدہ داران کا انتخاب کروایا، اور متعدد جگہوں میں تبلیغی اور تربیتی تقاریر کیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس دورہ کا نیک اثر مرتب ہوا۔ احمدیت کے بارہ میں مخالفین کی پیدا کردہ غلط فہمیوں کا ایک حد تک ازالہ ہوا۔ اور کئی احباب بیعت کر کے داخل سلسلہ ہوئے۔ افسران بالا سے ملاقات کر کے ان پر جماعت احمدیہ کی تعلیمات اور پُرامن مسائل کو واضح کیا گیا۔ اس علاقہ کے احمدی احباب کے علاوہ غیر احمدی اور غیر مسلم حضرات کی شدید خواہش تھی کہ ایسے تبلیغی دورے بار بار ہونے چاہئیں۔ تاکہ باہمی اتحاد و اتفاق پیدا ہو اور ملکی فضا خوشگوار رہے۔ چنانچہ احباب کی شدید خواہش اور درخواست پر نظارت دعوت و تبلیغ قادیان نے امسال پھر ایسے تبلیغی اور تربیتی دورے کا پروگرام مرتب فرمایا - جو اخبار بدر مورخہ ۱۶ جون میں شائع ہو چکا ہے -

موجودہ تبلیغی دورہ اس دورہ کے لئے نظارت دعوت و تبلیغ نے مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی فاضل کو مقرر فرمایا اور خاکسار کو ہدایت کی کہ اس دورہ میں بھی ان کے ہمراہ رہوں - چنانچہ پروگرام کے مطابق قادیان سے ہوتے ہوئے مکرم مولانا امینی صاحب ۷ جون کو جموں پہنچے۔ بعدہ ۸ جون کو چارکوٹ تشریف لے آئے۔ احباب جماعت نے خاکسار کی معیت میں مکتب چارکوٹ کے پاس ان کا استقبال کیا۔

لجنہ اماء اللہ چارکوٹ کا اجلاس مورخہ ۹ جون کو دارالتبلیغ چارکوٹ میں لجنہ اماء اللہ کا ایک غیر معمولی اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں لجنہ کی صدر اور سیکرٹری کا انتخاب عمل میں آیا۔ اس کے بعد مکرم مولانا امینی صاحب نے قریباً ایک گھنٹہ تقریر فرمائی جس میں مستورات کو ان کے فرائض کی طرف توجہ دلائی۔ دوران تقریر میں حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی قربانیوں کا مؤثر انداز میں ذکر فرمایا۔

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۰ جون کو نماز جمعہ مسجد احمدیہ چارکوٹ میں ادا کی گئی - پٹھانوں اور کالابن اور لوارکہ کی جماعتوں کے بعض افراد بھی جمعہ میں شرکت کے لئے آئے ہوئے تھے خطبہ جمعہ مولانا امینی صاحب نے دیا۔ جس میں احباب کرام کو تبلیغی فرائض اور قربانی کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ اور بتایا کہ آپ لوگ عالم ہیں اس لئے باعمل ربانی کر قبول کرنے کی آپ کو توفیق ملی اور غریب ہو کر بھی مالدار ہیں کیونکہ دولت ایمان آپ کے پاس ہے اور آج ہماری غریب اور کمزور جماعت کی کوششوں کا ہی نتیجہ ہے - کہ اکناف دنیا میں تبلیغ دین اور اشاعت اسلام کا موقعہ مل رہا ہے - اور یہ ایک بڑی خوش قسمتی ہے۔

پنچایت گھر چارکوٹ کے پاس جلسہ ۱۱ جون پہلے جماعت چارکوٹ کا یہ پروگرام تھا کہ مکتب چارکوٹ میں تبلیغی جلسہ منعقد کیا جائے۔ مگر بعض غیر احمدی احباب کی خواہش پر پنچایت گھر چارکوٹ میں جلسہ منعقد کرنے کا انتظام کیا گیا کیونکہ مہتمم صاحب بندوبست وہاں تشریف لائے ہوئے تھے - اور اردگرد کے گاؤں کے لوگ بھی وہاں جمع ہو رہے تھے - اور اس طرح کافی لوگوں کو جلسے میں شرکت کا موقعہ مل سکتا تھا - چنانچہ یہ جلسہ ہوا دس بجے صبح زیر صدارت مکرم میاں بشیر محمد صاحب صدر جماعت شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم خاکسار نے کی اور نیک محمد صاحب نے نظم پڑھی - اسکے بعد خاکسار نے پون گھنٹہ درود شریف کی برکات پر تقریر کی - جس میں ابراہیمی برکات بتاتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وجود باجود بھی درود شریف کی برکات سے ثابت کیا۔ اور عوام کو متوجہ کیا کہ امت مسلمہ کی تیرہ صد سالہ دعاؤں کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں مسیح موعود کو مبعوث کیا آپ کی مقدس جماعت صحابہ کرام کے نقش قدم پر قائم ہوئی - اسی برگزیدہ جماعت نے اس وقت ساری دنیا میں تبلیغ اسلام کی ذمہ داری اٹھا رکھی ہے اس کے بعد مکرم مولانا امینی صاحب کی تقریر شروع ہوئی - مولانا صاحب کا انداز تقریر بے حد نرالا اور مسحور کن تھا۔ حاضرین بے خود رہتے - اور مجلس کی فضا پر ایک روحانی کیفیت طاری تھی - مولانا صاحب نے تمام اختلافی مسائل پر سیر کن بحث فرمائی جو کہ ڈھائی گھنٹے جاری رہی جلسہ میں نمبردار - پٹواری - گرداور اور ڈیلیگیٹ صاحبان نے شرکت فرمائی۔ بعد ازاں سوالات کا موقعہ دیا گیا ایک غیر احمدی - مسٹر راجہ [illegible] صاحب نے سٹیج پر آکر تقریر کی اور بڑی خوشی کا اظہار کیا کہ اس قسم کے لیکچر ہوتے رہے تو لوگوں کے شکوک و شبہات جو مولویوں نے احمدیت کے متعلق پیدا رکھے ہیں دور ہو جائیں گے - چنانچہ اس جگہ گذشتہ ماہ ایک غیر احمدی مولوی عبدالعزیز صاحب نے آکر احمدیت کے خلاف تقریر کر کے لوگوں میں جو نفرت پھیلا رکھی تھی دور ہو گئی - ایک ممبر اسمبلی شاہ محمد صاحب نے چند سوالات کئے۔ مولانا صاحب نے آدھ گھنٹہ ان سوالات کا جواب دیا جو کافی مؤثر ہوا۔ بعد ازاں تقریر کا ہر طبقہ پر بہت اچھا اثر ہوا۔ جلسہ کے خاتمہ کے بعد ۲ گھنٹہ آرام فرما کر مولانا صاحب سرنکوٹ پر تشریف لے گئے۔ ایک دو معزز غیر احمدی دوستوں نے مولانا صاحب سے چند سوالات دریافت کئے اور مولانا نے ان کے تسلی بخش جواب دیئے۔

بعد ازاں احباب جماعت کی معیت میں چارکوٹ واپس تشریف لائے۔ اور ایک تنازعہ کا تصفیہ کر دیا۔

جلسہ کا انتظام مکرم محمد شفیع صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ نے نہایت خوبی سے سرانجام دیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔ میاں عبدالحق صاحب خادم سیکرٹری مالی اور وائس پریذیڈنٹ صاحب بابا ولی داد بخش صاحب نے بھی اپنے رنگ میں خوب تعاون فرمایا۔ فجزاہم اللہ خیراً۔

جلسہ کالابن مورخہ ۱۲ جون کو کالابن کی جماعت نے اپنے گاؤں میں جلسہ کا انتظام کیا تھا۔ صبح کے وقت چارکوٹ سے پیدل ۲ میل چل کر کالابن پہنچے جو دشوار گذار پہاڑی راستہ ہے۔ بوجہ گرمی کے درختوں کے پتوں کے گرنے سے راستہ پھسلنے والا بن چکا تھا۔ خدام کی مدد سے پہنچے ہر کسی طرح کی تکلیف نہ ہوئی۔ یہاں بھی جلسہ کا اچھا انتظام تھا۔ پانچ طرف سے لوگ شمولیت جلسہ کے لئے آئے ہوئے تھے۔ ایک غیر احمدی پیر سید احمد شاہ صاحب بھی بطور خاص مدعو تھے۔ اس کے بعد مولانا صاحب کی تقریر شروع ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ جلسہ بڑا کامیاب رہا۔ جذبانی [illegible]

ہفت روزہ بدر قادیان ـــــــ مورخہ ۲۳ جون ۱۹۶۰ء

ذوالقرنین کی مضبوط دیوار

تاریخ کا ہر طالب علم اس حقیقت کو خوبی جانتا ہے جبکہ مغربی اقوام ایک تند سیلاب کی طرح مشرق کی طرف بڑھیں اور دیکھتے ہی دیکھتے معلومہ دنیا کے بیشتر حصہ پر اقتدار کا جھنڈا گاڑنے میں کامیاب ہو گئیں۔ جب تک وہ ان ممالک میں برسر اقتدار رہیں۔ انہوں نے نہ صرف وہ سب کچھ کیا جو فاتح اقوام کیا کرتی ہیں بلکہ ان علاقوں کے رہنے والوں کی زندگی کے نظام کو ہی یکسر تہہ و بالا کر دیا۔ اور ان میں ایسے دیرپا اثرات چھوڑ گئے کہ اس زمانہ میں جبکہ مغرب سے مشرق کی طرف بہنے والے دریا کا رُخ بدل کر مشرق سے مغرب کو ہو گیا ہے۔ اور مشرقی ممالک میں بیداری کی ایک غیر معمولی لہر پیدا ہو گئی ہے۔ اور ہر ملک سیاسی غلامی کے جُوئے کو اپنی گردن سے جلد از جلد اتار پھینکنا چاہتا ہے۔ اور عملاً چند ہی سالوں میں اس کوشش اور سعی میں متعدد ممالک کامیاب بھی ہو چکے ہیں جن میں ہمارا اپنا ملک بھی ہے۔ مگر غیر ملکی آقاؤں کا محض ملک بدر ہو جانا مشرقی ممالک کے لئے حقیقی معنوں میں فائدہ بخش نہیں ہو سکا کیونکہ یہاں کے باشندے ذہنی اور فکری طور پر پہلے سے کہیں زیادہ غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں۔ مشرقی ذہن نے اس بارہ میں سخت غلطی کھائی جبکہ اس نے اندھا دھند مغرب کی نقل کرنا شروع کر دی۔ اور اس نقل یا اتباع میں بد کی ذرہ بھر پرواہ نہ کی۔ اگر ان کی خوبیوں میں نقل کی جاتی تو اچھی بات تھی۔ مگر انہوں نے ان کی تمام خرابیوں کو تو سمیٹ لیا اور اچھائیوں سے برابر دور رہے۔ اسی کی وجہ ہے کہ اب باوجودیکہ متعدد ایشیائی ممالک سے غیر ملکی حکومت جا چکے ہیں۔ مگر خرابیوں میں اُن کے بھی کان کاٹے جا رہے ہیں۔ جن بُری باتوں کا تلخ تجربہ مغرب میں ہو چکا اُنہیں کو مشرق میں بڑے ذوق شوق سے اپنایا جا رہا ہے۔ اور حال ہی میں صنعت فلم سازی نے جو ساری دُنیا میں غیر معمولی مقبولیت اور درجہ فروغ حاصل کیا ہے اس نے تو اخلاقی قدروں کی مضبوط بنیادوں کو کھوکھلا کر کے رکھ دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ قومی اخلاق کو سینما بینی کی لعنت کے نتیجہ میں جس قدر شدید دھکا لگا ہے اس نے انسانی شرافت اور حیاداری کی چادر کو تار تار کر دیا ہے۔ اس وقت حالت یہ ہے کہ ملک کی نئی پود دن بدن بد ترین اخلاقی گراوٹ کی طرف جا رہی ہے۔ اور ہر سنجیدہ آنکھ اس تاریک مستقبل کو حیرت و استعجاب کی نظر سے دیکھ رہی ہے اور ہر زبان ایک سوالیہ نشان بن چکی ہے کہ ایسی دنیا کا کیا بنے گا؟

حال ہی میں معاصر "الجمعیۃ" دہلی نے دنیا کی اس بے راہ روی کے ذکر میں "ایشیا کدھر؟" کے عنوان سے ایک پُر مغز نوٹ لکھا ہے جس کے ابتداء میں بطور مثال دنیا کی ایسی ہی بدحالی کا نقشہ ان الفاظ میں بیان کیا ہے:-

"دنیا کے وہ مقامات جو پچھلے دنوں تک ذہنی بیکاری اور عملی عیاشی سے بچے ہوئے تھے اب اس میدان میں سرپٹ دوڑ رہے ہیں۔ وہ کالے کلوٹے ممالک جنہیں مغربی تہذیب کی ہوا بھی نہیں لگی تھی اب اس کی لپیٹ میں پوری طرح آ گئے ہیں۔ کینیا (افریقہ) کی مسلم لیگ نے نیروبی میں آباد ایشیائی نوجوانوں کی اخلاقی گراوٹ کے بارے میں حال ہی میں ایک رپورٹ شائع کی ہے جو خاصی طویل ہے۔ اس میں کہا گیا ہے کہ" ـــ افریقہ میں مغربی تمدن کی فتوحات اور مغربی فلموں کی نمائش نے ایشیائی نوجوانوں کا ستیاناس کر ڈالا ہے۔ مغربی فلموں کے ذریعہ ان کے اخلاق بگاڑے اور ان کے کردار پست کئے جا رہے ہیں۔ اور سارے روگ جو مغربی اقوام کو لگ چکے ہیں اب مغربی فلموں کے ذریعہ افریقہ کے لوگوں میں پھیلائے جا رہے ہیں۔ ہمارے بچے چور، ڈاکو، جوئے باز، لفنگے، نوشش اور شرابی بن چکے ہیں اسکولوں میں ایسے ایشیائی اور افریقی لڑکوں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے اور آئے دن ایسے واقعات ظہور میں آتے رہتے ہیں جنہیں تمدن میں زبردست بگاڑ پیدا ہونے کی کھلی علامت قرار دیا جا سکتا ہے۔"

(الجمعیۃ دہلی ۶/۷)

اس سے ملتی جلتی ایک رپورٹ اسلامی ملک سوڈان کے متعلق اخبار "المنبر" لائل پور (پاکستان) مورخہ ۶/۷ میں شائع ہوئی ہے۔ اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے معاصر نے "دردناک انجام سے پہلے" کے عنوان سے ایک نوٹ لکھا ہے۔ جس میں مغربی استعمار کے سیاسی محاذ پر شکست کھانے کے بعد فکری اور ثقافتی میدان میں شدید حملے کا جائزہ لیا ہے۔ جس میں لکھا گیا ہے کہ:-

"ثقافتی حملہ فکری الحاد کے حملہ سے کہیں زیادہ ہمہ گیر اور تیز رو رہے۔"

"ثقافت کے نام پر رقص، موسیقی، عریانی، زن و مرد کا بے حد و قید اختلاط اور فلمی فحاشی کا سیلاب اُمنڈ آیا ہے۔"

"ثقافت اور فکری الحاد نے دو طرفہ حملہ صحیح معنوں میں ارتداد اور جنسی انارکی کا حملہ ہے۔ . . . نہ صرف یہ کہ مسلم ممالک اس حملے کی تاب نہیں لا رہے بلکہ وہ اپنی نوجوان نسل کو اس حملہ آور دشمن کے حوالے کر رہے ہیں اور اگر مضبوط قوت مدافعت ان ممالک میں نہ اُبھری تو ہمیں اس الم انگیز انجام کے لئے تیار رہنا چاہیے کہ . . . . . .

. . ہمارے . . . . . اسلاف نے جو قربانیاں اس طوفان کو روکنے کے لئے دی تھیں . . . ہم اپنی نالائقی بے تدبیری اور غداری سے ان قربانیوں کے اثرات کو ملیا میٹ کر دیں گے۔"

اس کے بعد معاصر، قوم کو دعوت دیتے ہوئے رقمطراز ہے:-

"اگر امت کو یہ دردناک انجام پسند نہیں تو اس کے دانشوروں کو اس طوفان کے مقابلہ کے لئے میدانِ عمل میں کود پڑنا چاہیئے . . . . . ."

(المنبر ۶/۷)

ـــ * ـــ * ـــ * ـــ

دنیا کی اس ناگفتہ بہ حالت کو دیکھ کر اس موقعہ پر بارگاہ رب العزت میں ہمارا سر شکر و امتنان کے جذبات کے ساتھ جھک جاتا ہے کہ اس نے اپنی کمال رحمت اور گہری حکمت کے ماتحت عصر حاضر کے ذوالقرنین کے ذریعہ یاجوج ماجوج کے ایسے خطرناک حملوں سے بچاؤ کے لئے احمدیہ جماعت کی تشکیل فرما کر ایک مضبوط دیوار تیار کر دی ـــ احمدیہ جماعت کی تمام تعلیمات جو اسلام کی حقیقی تصویر اپنے اندر رکھتی ہیں۔ اور پھر اس کی اعلیٰ تنظیم کے طفیل اس کے سب افراد نہ صرف مغربی استعمار کے فکری حملہ کی کامیابی کے ساتھ مدافعت کر رہے ہیں بلکہ اپنے بیدار مغز واجب الاطاعت امام ہمام کی اعلیٰ تربیت اور بر وقت ہدایات پر عمل درآمد کرنے کی صورت میں اس نئے قسم کے ثقافتی حملے کے بد اثرات سے بھی بہت حد تک محفوظ ہیں۔

یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ صنعت فلم سازی ابھی اپنے ابتدائی مراحل ہی میں تھی اور اس کی موجودہ ہیبت ناک شکل مشرقی دنیا میں ظاہر نہیں ہوئی تھی کہ حضرت امام جماعت احمدیہ نے آج سے ربع صدی پہلے ہی قومی لحاظ سے اس کے تباہ کن بد اثرات سے متنبہ کر دیا تھا اور اپنی جماعت کو اس سے مجتنب رہنے کی تاکید فرمادی تھی۔ ہماری مراد حضور کی اُس مبارک تحریک سے ہے جو ۱۹۳۴ء میں تحریک جدید کے نام سے جاری فرمائی گئی جس میں حضور نے خصوصیت سے سینما بینی کے بد نتائج سے متنبہ کرتے ہوئے سختی سے اس کی ممانعت فرمائی۔ اس کا یہ نتیجہ ہے جماعت نے خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت فائدہ اٹھایا اور جب تک حضور کی ان روح پرور ہدایات پر جماعت عملدرآمد کرتی رہے گی۔ اس لعنت کے بد اثرات سے محفوظ و مصئون رہے گی۔

اس موقعہ پر ہم اپنے اُن عزیزوں سے بھی کہتے ہیں جو اپنی ناسمجھی کے باعث اپنے پیارے امام کی کامل اطاعت گزاری میں سہل انگاری سے کام لیتے ہوئے شاید اس ام الجرائم سے حصہ لیتے ہوں کہ جس قدر جلد ممکن ہو اس سے کنارہ کشی کی سعی کریں ـــ یہ خدا کا فضل اور اس کا احسان ہے کہ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ایک مقدس جماعت تیار کی جو صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اسلام کی اصل تصویر پیش کرتی ہے۔ آپ کی وفات کے بعد جماعت کی حفاظت کے لئے اس نے خلافت کا بابرکت نظام جاری فرمایا۔ اور آج ہم خلافت کے اس قلعہ کی دیوار کی اوٹ میں شیطانی حملوں سے امن میں ہیں۔ اور اس کا دہرا فائدہ اُٹھا رہے ہیں۔ یعنی ایسی ام الجرائم تحریکات سے مجتنب رہ کر ایک طرف ہماری جماعت کا اخلاقی معیار بفضلہ تعالیٰ کہیں زیادہ بلند ہے۔ اور دوسری طرف ان بے سود مصارف میں اُٹھنے والے روپے کی بچت سے آج ساری دنیا میں اسلام کی تبلیغ کا علم بلند کر رہے ہیں اور یہ سب کچھ اس زمانہ کے ذوالقرنین کی برکت ہے جس نے ہمارے لئے احمدیہ جماعت کی مضبوط دیوار تعمیر کر دی اور اس کی حفاظت اور نگہداشت کے لئے ہمیں خلافت کی نعمت سے مہم

ــ مرزا نہ کیا خدا تعالیٰ کے مقدس سایہ کو تا دیر جماعت کے سروں پر قائم رکھے اور اس کی ہدایات پر جماعت کو اول و جان سے عمل پیرا ہونے کی ہر آن توفیق دیتا چلا جائے۔ آمین ثم آمین۔

خطبہ جمعہ

ہماری جماعت جن اعلیٰ مقاصد کیلئے قائم کیگئی ہے انکے حصول کیلئے آئندہ نسلوں کی اصلاح نہایت ضروری ہے

جماعت کے تینوں طبقوں یعنی مردوں عورتوں اور بچوں کو اپنی اپنی تنظیم میں منسلک ہو کر بہترین تربیت حاصل کرنی چاہیئے

میرا اصل کام دین کی اشاعت ہے جو شخص اس کام میں میری مدد کرتا ہے وہی میرا دوست ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز - فرمودہ ۲۸ ر اکتوبر ۱۹۳۸ء بمقام نئی دہلی

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-
ہر ایک قوم کے

کچھ آداب ہوتے ہیں

جن کو اگر وہ ملحوظ نہ رکھے تو اپنے ماحول کو کبھی درست نہیں کر سکتی۔ میں آج کا مضمون بیان کرنے سے قبل یہ بتانا چاہتا ہوں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے مساجد میں ایسے مواقع پر جبکہ خطبہ ہو رہا ہو یا کوئی تقریر کی جا رہی ہو چھوٹے بچوں کو پیچھے بٹھانے کا ارشاد فرمایا ہے۔ تا کہ اُن کے شور و غل سے وہ مقصد ضائع نہ ہو جائے جس کو حاصل کرنے کے لئے لوگ جمع ہوتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہماری عبادتیں میلہ نہیں ہیں اور نہ ان کی یہ غرض ہے کہ محض ان سے وقتی سرور حاصل کیا جائے۔ بدقسمتی سے ہمارے ملک میں عرسوں نے لوگوں کو یہ عادت ڈال دی ہے۔ کہ ایسے موقعوں کو کھیل اور تماشہ کے طور پر دیکھا جاتا ہے نہ کہ کسی سنجیدگی کی نظر سے۔ اور جب بچپن سے ہی ان اجتماعات کے متعلق یہ خیالات دلوں میں راسخ ہو جائیں کہ وہ تماشہ ہیں تو پھر ایسے موقعوں سے سنجیدگی اور پوری توجہ کے ساتھ کس طرح فائدہ اُٹھایا جا سکتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب ایسی مجالس ہوں تو

بچے پیچھے رکھے جائیں

کیونکہ اگر وہ لوگ جن کے مشوروں سے فائدہ اُٹھایا جا سکتا ہے پیچھے رہیں گے تو جماعت ان کے مشوروں سے فائدہ نہیں اُٹھا سکے گی۔ پس ضروری ہے کہ آگے بڑے آدمی ہوں پھر بچے ہوں اور پھر عورتیں۔ عورتوں کو سب سے پیچھے اس لئے نہیں رکھوایا جاتا کہ وہ ادنیٰ ہیں۔ بلکہ اس لئے رکھا جاتا ہے کہ بیچ ان سے آگے پردہ کی دیوار کے طور پر کھڑے ہو سکیں اس مختصر سی نصیحت کے بعد اب میں اصل مضمون کی طرف آتا ہوں۔ یہ امر یاد رکھنا چاہیئے کہ

قومی تربیت کے ہمیشہ دو دور ہوتے ہیں

جس طرح جسمانی تربیت کے بھی دو دور ہوتے ہیں۔ اور یہ دونوں دور متقابل چلتے ہیں۔ گویا افراد کی ترقی اور قوم کی ترقی ایک ہی اصول پر مبنی ہے۔ اسی نقطۂ نگاہ کے ماتحت جب ہم افراد کی حالت کو دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اُن کی تربیت کا ایک دور وہ ہوتا ہے جبکہ بچہ ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے اور دوسرا دور اس وقت سے شروع ہوتا ہے جب بچہ ماں کے پیٹ سے باہر آتا ہے۔ پہلے دور میں بچہ کی غذا وغیرہ کا انتظام خدا تعالےٰ خود کرتا ہے۔ لیکن دوسرے دور میں ان امور کو صرف خدا تعالےٰ پر نہیں چھوڑا جاتا بلکہ ماں باپ بچہ کی جسمانی تربیت اور کھانے پینے کی طرف خود توجہ کرتے ہیں اور اس کی خوراک اور لباس وغیرہ میں ان کا بہت دخل ہوتا ہے۔ اس دوسرے دور میں

بچہ کی تربیت کا کام

اس کی پیدائش سے ہی شروع ہو جاتا ہے اس لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ بچہ کے پیدا ہوتے ہی اس کے کان میں اذان دی جائے اب دیکھو اذان عربی زبان میں ہے اور بچہ اسے نہیں سمجھ سکتا۔ مگر باوجود اس کے شریعت نے حکم دیا ہے کہ اس کے کان میں اذان دی جائے۔ اور یہ خالی از حکمت نہیں بلکہ جیسا کہ علم النفس کے رو سے اب ثابت ہو چکا ہے اس وقت کی باتوں کا بچہ کے دل و دماغ پر خاص اثر ہوتا ہے اور وہ نقوش اس کے دل اور دماغ پر پیدا ہو جاتے ہیں جو مٹتے نہیں۔ فرانس میں ایک لڑکی تھی جو جرمن زبان میں سرمن پڑھتی تھی۔ حالانکہ اسے کسی نے جرمنی زبان سکھائی نہیں تھی۔ لوگ سمجھتے تھے کہ اس لڑکی پر جن بھوت کا اثر ہے۔ مگر جب تحقیقات کی گئی تو پتہ چلا کہ جب وہ ابھی ایک سال کی تھی اس وقت اس کی والدہ ایک جرمن پادری کے پاس ملازم تھی اور اس پادری کی عادت تھی۔ کہ سرمن بلند آواز سے پڑھتا تھا۔ چنانچہ وہی سرمن اس لڑکی کے دماغ میں بھی نقش ہو گئے۔ اور وہ دورے کی حالت میں انہیں دہراتی رہتی۔ غرض بچہ کے کان میں

اذان دینے کی ایک حکمت

تو یہ ہے کہ اس طرح بچہ کو بڑے ہونے کے بعد عربی زبان سے وابستگی پیدا ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اسے خیال ہوتا ہے کہ اس زبان کی آواز پہلے بھی کبھی میرے کان میں پڑ چکی ہے۔ اس کے علاوہ دوسری حکمت بچہ کے کان میں اذان کہنے کی یہ ہے کہ والدین یہ سمجھ لیں کہ بچہ کی تربیت کا زمانہ شروع ہو گیا ہے۔ کئی ماں باپ ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ بچہ بڑا ہو کر تربیت حاصل کرے گا۔ حالانکہ وہ سخت غلطی پر ہوتے ہیں۔ جب بچے تعلیم حاصل کر لیتے ہیں تو کئی لڑکے اپنے ان پڑھ ماں باپ کو پاگل سمجھنے لگتے ہیں اور بسا اوقات ان کی والدہ اگر کوئی بات کرے تو وہ کہہ دیتے ہیں اماں تم نہیں جانتیں یہ علمی بات ہے پس

بچے کی تربیت کا زمانہ

اس کا بچپن ہی ہے۔ حضرت امام شافعیؒ نے ۹ سال کی عمر میں تمام دینی تعلیم کی تکمیل کر لی تھی۔ پس اذان یہ بتاتی ہے کہ تربیت کا کام بچہ کی پیدائش سے ہی شروع ہو جاتا ہے اور حقیقت میں وہی وقت ہوتا ہے۔ جب ماں باپ اپنے خیالات کا اثر بچہ پر ڈال سکتے ہیں۔ غرض پہلے دور میں جبکہ بچہ ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے خدا تعالےٰ خود بچہ کی تربیت کرتا ہے مگر دوسرے دور میں اسے تربیت کے لئے انسان کے سپرد کیا جاتا ہے۔ یہی دو دور قوموں پر بھی آتے ہیں۔ جب خدا تعالےٰ کا کوئی مامور دنیا میں آتا ہے۔ تو اس وقت اس کی قوم کا ابتدائی دور بچہ کے اس پہلے دور سے مشابہت رکھتا ہے۔ جبکہ وہ ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے اس وقت خدا تعالےٰ خود تمام ضرورتوں کو پورا کرتا ہے۔

معجزات اور نشانات

کے ذریعہ قوم کی تربیت ہوتی ہے۔ اور وہ بمنزلہ غذاؤں کے ہوتے ہیں جو ماں کے پیٹ میں بچہ کو پہنچتی ہیں۔ بیشک مامورین الٰہی بھی ان کی تعلیم و تربیت کرتے ہیں۔ لیکن ان کا اس میں اتنا ہی دخل ہوتا ہے۔ جتنا ماں کی خوراک کا خیال اس وقت رکھا جاتا ہے۔ جب بچہ اس کے پیٹ میں ہو۔ خدا بھی اپنے رسول کی خود تربیت کرتا ہے اور اس کے ذریعہ امت کو خوراک مل جاتی ہے۔

پھر جسمانی تربیت میں دوسرا دور جس طرح اس وقت شروع ہوتا ہے جب بچہ پیدا ہو اسی طرح قوموں پر ان کی

تربیت کا دوسرا دور

جب نبی کی وفات کے بعد آتا ہے۔ تو ضروری ہوتا ہے کہ کمزور لوگوں کی ایک نظام کے ماتحت تربیت کی جائے جس طرح بچہ کے پہلے دور پر قیاس کر کے کہ جب خدا تعالےٰ اسے پہلے دور میں خود رزق دیتا رہا ہے۔ کسی نادان کا یہ خیال کر لینا کہ دوسرے دور میں بھی خدا تعالےٰ اسی طریق پر اس کے رزق کا انتظام کرے گا اور اس کی مزید تربیت کی ضرورت نہیں بے وقوفی ہے۔ اسی طرح قوموں کی ترقی کا ابتدائی دور کی تربیت پر قیاس کر کے یہ نتیجہ نکالنا کہ دوسرے دور میں بھی

مزید عمل کی ضرورت

نہیں نادانی ہے۔

نبی کے زمانہ میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے ایک نلکی لگا دی جاتی ہے۔ اور اس کے ذریعہ معجزات و نشانات کی خوراک قوم کو اسی طرح مل جاتی ہے۔ جس طرح بچہ کو ماں کے پیٹ میں خوراک ملتی ہے لیکن اگر بچہ کے دوسرے دور میں بھی ہم پہلی مثال پر قائم رہیں گے اور کہیں گے کہ جس طرح پہلے خدا بچے کو کھلاتا رہا اسی طرح اب بھی کھلائے۔ اور جس طرح پہلے سردی گرمی سے بچاتا رہا اسی طرح اب بھی بچائے ہمیں کیا ضرورت ہے کہ اس کی حفاظت کا فکر کریں یا اسے کپڑے پہنائیں تو یقیناً ہم اس کی ہلاکت کا باعث ہونگے دیکھو ماں جب تک بچہ اس کے پیٹ

میں ہو براہ راست کوئی تربیت بچہ کی نہیں کر سکتی۔ مگر دوسرے دور میں کر سکتی ہے اسی طرح قوم جب دوسرے دور میں آتی ہے

سخت قوانین

اور کڑی دواؤں کی اس کے لئے ضرورت ہوتی ہے۔ جب تک بچہ ماں کے پیٹ میں تھا جہاں وہ کسی چیز کا انکار نہیں کر سکتا تھا۔ وہاں وہ اپنی مرضی سے کسی چیز کو اختیار بھی نہیں کر سکتا تھا۔ لیکن پیدائش کے بعد اس میں تغیر آتا ہے۔ اور کسی بات کو رد کرنا یا اختیار کرنا اس کی مرضی پر منحصر ہو جاتا ہے۔

یہی حال قوم کا ہوتا ہے

اسے بھی دوسرے دور میں نئے عمل اور نئی تربیت کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ سخت نادانی کا خیال ہے کہ قوم کی پہلی سی تربیت کیوں نہ ہو۔ کیونکہ یہ ایک طبعی تغیر ہے۔ اگر بچہ کی پیدائش کے بعد اس کے متعلق یہ فیصلہ کر لیا جائے کہ اسے کسی نئے قانون کی ضرورت نہیں۔ تو وہ فوراً مر جائے گا۔ پس یاد رکھو کہ وہ تغیرات جن پر ہم اس وقت زور دے رہے ہیں وہ ضروری ہیں کیونکہ اب ہماری جماعت پر وہ پہلا دور نہیں۔ جب کہ فوائد سے

معجزات اور نشانات کا سلسلہ

جاری تھا۔ اور اب وہ زمانہ ہے جسے خدا نے لیلۃ القدر قرار دیا ہے اور جس کے متعلق قرآن کریم میں بتایا ہے کہ وہ ہزار ماہ سے بہتر ہے۔ اب وہ زمانہ واپس نہیں آ سکتا۔ اس زمانہ میں تربیت خدا خود کرتا تھا۔ اور کلی طور پر باگ ڈور اسی کے ہاتھ میں تھی۔ مگر اب دوسرے دور میں وہ انسان کو یہ سکھانا چاہتا ہے کہ وہ اپنی تربیت آپ اپنے ہاتھ میں لے۔ اگر یہ زمانہ نہ آئے تو انسانی پیدائش کی غرض یقیناً باطل ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون۔ یعنی

انسانی پیدائش کی غرض

یہ ہے کہ وہ اپنی جدوجہد کے ساتھ میرا مظہر بن جائے۔ نہ یہ کہ میں اسے بنا دوں۔ وہ اس آیت میں ایک طرف انسان کو مظہر بتایا ہے اور دوسری طرف فرمایا ہے کہ یہ مظہریت قبول کرنا تمہارے اپنے اختیار میں ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس امر کو انسان کی مرضی پر

چھوڑا ہے کہ وہ طوعی طور پر نہ کہ جبری طور پر اپنی پیدائش کی غرض کو پورا کرے یہی

انسانی جدوجہد کا وقت

ہوتا ہے۔ جس میں اسے اپنے علم اور تجربہ سے فائدہ اٹھا کر کام کرنا پڑتا ہے۔ وہ شاگرد جو استاد کے پاس بیٹھا ہو اور وہ جو اپنے طور پر مطالعہ کرے۔ دونوں میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ پہلا اپنی ہر مشکل استاد کے سامنے پیش کر کے اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ لیکن دوسرے کو اس غرض کے لئے کتابوں اور لغات کی ورق گردانی کرنی پڑتی ہے۔ پس تغیرات ضروری ہیں۔ اور انہی

تغیرات کا نام

تحریک جدید ہے۔ اس تحریک کے تین بڑے حصے ہیں۔ اول مردوں کی اصلاح دوسرے عورتوں کی اصلاح اور تیسرے بچوں کی اصلاح۔ دنیا میں کوئی قوم کامیابی حاصل نہیں کر سکتی جب تک کوئی مقصد اس کے سامنے نہ ہو۔ اور اس کے لئے مرد عورت اور بچے سب مل کر کام نہ کریں۔ پس ہر

جماعت کا فرض

ہے کہ اپنے ہاں کے مردوں عورتوں اور بچوں کی اصلاح کرے۔ عورتوں کی اصلاح کے لئے لجنہ کا قیام نہایت ضروری ہے۔ لیکن مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اسے فرض کفایہ سمجھ لیا گیا ہے۔ چند عورتیں لجنہ میں شامل ہو جاتی ہیں۔ اور باقی اپنے لئے اس میں شامل ہونا ضروری نہیں سمجھتیں پس ضرورت ہے کہ

ہر جگہ لجنہ اماء اللہ قائم ہو

اور سب بالغ عورتیں اس میں شامل ہوں۔ اور کوئی ایک عورت بھی ایسی نہ رہے جو اس سے باہر ہو۔ یہی ایک ذریعہ ہے جس سے عورتوں کی اصلاح ہو سکتی ہے۔ دہلی کے متعلق مجھے رپورٹوں سے معلوم ہوتا رہتا ہے کہ یہاں صرف دس بارہ عورتیں جمع ہوتی ہیں۔ اور وہی لیکچر وغیرہ دیتی ہیں۔ حالانکہ جب تک ایک عورت بھی باہر رہے اس وقت تک ہماری تنظیم مکمل نہیں ہو سکتی۔ لجنہ میں داخلہ اگر ہم نے ضروری قرار نہیں دیا۔ تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ عورتیں اس میں شمولیت کو غیر ضروری سمجھ لیں بلکہ ہمارا مقصد یہ ہے کہ وہ اپنی مرضی اور خوشی سے اس میں شامل ہوں اور

اسی طرح انہیں ثواب اور

اللہ تعالیٰ کی رضا

حاصل ہو۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے جیسے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے نوافل کو قرب الٰہی کا ذریعہ بتایا ہے۔ لیکن آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ہم نوافل کے متعلق کوئی پابندی عائد نہیں کرتے۔ اسی طرح مثلاً میری خواہش یہی ہے کہ میرے بچے سرکاری ملازمت اختیار نہ کریں لیکن میں نے ان سے کبھی ایسا کہا نہیں کیونکہ اگر وہ میرے کہنے سے ایسا کریں گے تو اس کا ثواب مجھے ملے گا نہ کہ ان کو یہی فائدہ اپنی امت کو پہنچانا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مدنظر تھا۔ اور اسی لئے آپ نے نوافل کے متعلق کوئی پابندی عائد نہیں کی

دوسری ضروری چیز

مجالس خدام الاحمدیہ کا قیام

اور اس میں شمولیت ہے۔ میں نے اس بارہ میں بھی ابھی تک کوئی پابندی نہیں لگائی۔ لیکن اگر کوئی باہر رہ جاتا ہے اور خدام الاحمدیہ میں شامل نہیں ہوتا۔ تو اس کی ذمہ داری ہم پر ہے۔ ہمیں نوجوانوں کو ایسے رنگ میں سمجھانا چاہئے کہ کوئی نوجوان اس میں شامل ہونے سے نہ رہے۔

یہ امر یاد رکھنا چاہیئے کہ جو بڑے کام ہوتے ہیں ان کی تکمیل کے لئے ایک عرصہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور وہ

عظیم الشان انعامات

جن کے مانگنے کا ہمیں حکم دیا گیا ہے۔ وہ بلا بڑی بڑی قربانیوں کے نہیں مل سکتے یہ بھی ایک غلطی تھی جس نے مسلمانوں کو تباہ کیا کہ انہوں نے سمجھ لیا صحابہ پر تمام ترقی ختم ہو گئی ہے۔ حالانکہ اگر یہ صحیح ہو تو پھر ہمیں کیا ملے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس عقیدہ سے اسلام کو سخت نقصان پہنچا ہے۔ خدا تعالیٰ نے تو قرآن کریم میں اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم کہہ کر یہ دعا سکھائی ہے کہ تم بڑے سے بڑے انعام طلب کرو۔ پس جب دعا سکھانے والے نے بخل سے کام نہیں لیا۔ دینے والے کے ہاں کمی نہیں۔ تو مانگنے والا کیوں مایوس ہو۔ صحابہ رض کے زمانہ میں اور اس کے بعد بھی جب تک لوگ اس بات کو سمجھتے رہے۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے بڑے بڑے رتبے دیئے اور انہوں نے لوگوں کے سامنے دعوے بھی کئے۔ لیکن جب ان کے دماغ چھوٹی

چھوٹی باتوں پر راضی رہنے لگ گئے تو وہ تنزل میں گر گئے ہمیں مسلمانوں کے اس تنزل سے

سبق حاصل کرنا چاہیئے

اور خدا تعالیٰ سے اس کی بڑی سے بڑی نعمت طلب کرنی چاہیئے۔ ہاں روحانی نعمتوں کو معین طور پر مانگنا نادانی ہوتا ہے طبیب کو ہم یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ بہتر سے بہتر نسخہ دے مگر یہ کہنا کہ معجون فلاسفہ دو۔ یا الیسرین سیرپ دو بیوقوفی ہے۔ خدا تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ مانگنے والے کے لئے کونسی روحانی نعمت بہتر ہوگی۔ مثلاً ایک شخص نفلوں کی توفیق اور اس کے ذریعہ قرب الٰہی مانگتا ہے۔ حالانکہ ہو سکتا ہے کہ اس کے لئے روزوں سے ترقی مقدر ہو۔ پس روحانی انعامات کو معین طور پر مانگنا قرب الٰہی کے دروازہ کو اپنے اوپر بند کرنا ہے۔ ہاں جسمانی طور پر اولاد وغیرہ کے لئے کسی معین نعمت کا طلب کرنا منع نہیں۔ لیکن روحانی لحاظ سے ہمیں اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ اعلیٰ سے اعلیٰ انعامات طلب کرنے چاہئیں اور اس امر کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دینا چاہیئے۔ کہ وہ کونسا انعام ہمیں دیتا ہے۔ کیونکہ وہی اس امر کو بہتر سمجھ سکتا ہے کہ ہمارے قویٰ اور ہمارے دماغی بناوٹ کے مناسب حال کونسا روحانی انعام ہے۔ غرض نسلوں کو درست رکھنا اعلیٰ مقاصد کے لئے نہایت ضروری ہوتا ہے مگر اس کے لئے

ایک نظام کی ضرورت ہے

اور اس نظام کو قائم کرنے کے لئے مختلف تحریکات ہوتی رہتی ہیں ۔۔۔

. . . .

وہ لوگ جو اعتراض کرتے ہیں کہ یہ نئی چیزیں ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ اگر حالات کے مطابق ہم تبدیلی اختیار نہیں کریں گے تو عقلمندی سے بعید ہوگا جیسے اگر کوئی شخص موٹر کو تعیش کی چیز سمجھ کر اس سے کام نہ لے بارش کے ہوتے ہوئے پیدل سفر کرنے پر اصرار کرے تو یہ اس کی نادانی ہوگی۔ پس ضروری ہے کہ انعامات کے حصول کے لئے مقررہ نظام کے ماتحت سب دوست مل کر کام کریں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جب دہلی تشریف لائے اور آپ یہاں کے بزرگوں کے مزارات پر تشریف لے گئے تو آپ نے فرمایا یہاں اتنے اولیاء اللہ دفن ہیں کہ اگر یہاں کے لوگ توجہ نہ کریں گے تو ان بزرگوں کی روحیں تڑپ تڑپ کر فریاد کریں گی اور خدا تعالیٰ کا

کام پورا ہو کر رہے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہشات میں سے ایک خواہش یہ بھی تھی کہ دہلی احمدیت کو قبول کرنے سے محروم نہ رہے۔ پس سمجھو کہ آپ کی اس خواہش کو پورا کرنے کے لئے کتنی عظیم الشان کوششوں کی ضرورت ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فرمایا کرتے تھے کہ میں جب لکھنؤ طب پڑھنے کے لئے گیا تو مجھ سے میرے استاد نے پوچھا کہ تمہارا کہاں تک طب پڑھنے کا ارادہ ہے۔ مجھے اس وقت یہ معلوم نہیں تھا کہ سب سے بڑا طبیب کون گذرا ہے۔ مگر میرے منہ سے بے ساختہ نکلا کہ افلاطون کے برابر۔ افلاطون اگرچہ فلاسفر تھا مگر ان کے استاد نے کہا شاباش تم نے بڑے آدمی کا نام لیا ہے اس لئے تمہارا ارادہ بہت بلند معلوم ہوتا ہے تم کچھ نہ کچھ ضرور بن جاؤ گے ایسا عزم اور ارادہ رکھنے والے نوجوانوں کی اب بھی ضرورت ہے۔ یاد رکھو حقیقی انسان وہی ہے جس کے مرنے پر لوگوں کو یہ خیال ہو کہ آج فلاں کی موت سے جو خلا پیدا ہوا ہے اُسے کوئی پُر کرنے والا نظر نہیں آتا۔

ہم نے دیکھا ہے

کہ لڑکوں اور لڑکیوں کی تربیت میں ابھی بہت نقص ہے۔ اور اس طرف خاص توجہ کی ضرورت ہے۔ مجھے اکثر بچوں کی پیشانی پر ابھی وہ بات نظر نہیں آتی جو ان کے نورِ ایمان کو کامل طور پر ظاہر کرنے والی ہو۔ بہت تھوڑے بچے اور نوجوان ہم نے ایسے دیکھے ہیں جن کی پیشانی پر ہم نے اھدنا الصراط المستقیم لکھا ہوا دیکھا ہو اور وہ خدا تعالیٰ کے انعامات کو حاصل کرنے کے لئے پوری جدوجہد کرتے ہوں۔

اسی طرح میں

بڑوں کو بھی توجہ دلاتا ہوں

اور چاہتا ہوں کہ وہ اس امر پر غور کریں کہ وہ رات دن کے اوقات میں سے کتنا وقت خدا تعالیٰ کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں اگر جماعت یہ عزم کر لے کہ اگلے سال وہ دوگنی ہو جائے گی تو یدخلون فی دین اللہ افواجا کا زمانہ بہت جلد آسکتا ہے۔ اگر جماعت متحدہ طور پر یہ ہمت نہیں کرتی تو کم از کم افراد یہ عہد کریں کہ وہ ایک ایک آدمی کو احمدی بنا کر دم لیں گے۔ یاد رکھو ایک ہی چیز ہے جس سے زندگی ملتی ہے اور وہ موت ہے۔ جب تک انسان موت قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا اس وقت تک وہ حقیقی زندگی نہیں پا سکتا۔ نطفہ کا کیڑا بھی زندہ ہی ہوتا ہے۔ لیکن جب وہ ماں کے پیٹ میں موت قبول کر کے ایک دوسری زندگی حاصل کرتا ہے تو اس کی وہ زندگی پہلی زندگی سے کتنی اعلیٰ اور کتنی بلند ہوتی ہے۔

کچھ عرصہ ہوا

جب میں یہاں آیا تھا تو جماعت میں اس وقت صرف بیس پچیس دوست تھے۔ میں نے نماز جمعہ پڑھائی تو میر قاسم علی صاحبؓ (مرحوم) بڑے خوش تھے اور کہتے تھے اب تو ہم پچیس ہو گئے ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کے فضل سے اب ڈیڑھ سو کے قریب یہاں نہ صرف جماعت کے آدمی ہیں۔ اور اگر ہماری جماعت دعاؤں۔ اچھے نمونہ اور اصلاح و ارشاد کے ذریعہ کوشش کرے تو ایک سال کے اندر اندر اپنی تعداد سے دگنی ہو سکتی ہے۔ بعض لوگوں کو شکوہ ہے کہ میں ان کی دعوت قبول نہیں کر سکا لیکن انہیں سوچنا چاہیئے کہ ایک آدمی آخر کہاں تک کھا سکتا ہے۔ میرا اصل کام خدا تعالیٰ کے دین کی اشاعت ہے اور جو شخص اس کام میں میری مدد کرتا ہے وہی میرا دوست ہے اور

یہی وہ مہمان نوازی ہے

جو ہر شخص کر سکتا ہے۔ پس میری اگر خواہش ہے تو یہ کہ اگر خدا تعالیٰ اب مجھے پھر یہاں آنے کا موقع عطا فرمائے تو میں دیکھوں کہ سب عورتیں لجنہ میں شامل ہیں۔ سب مرد انصار اللہ خدام الاحمدیہ کے پروگرام کا کام کر رہے ہیں اور سب لوگ سرگرمی سے اصلاح و ارشاد کے کام میں مصروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کے ساتھ ہو۔

(الفضل مورخہ ۱۵ جون ۱۹۷۴؁ء)

زکوٰۃ

کا ادا کرنا ہر صاحبِ نصاب پر فرض ہے جس طرح کہ نماز کا ادا کرنا ہر مومن پر فرض ہے۔

دُعا

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب قیصر انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

اے خدا تقویمِ عالم کی وہ قوت کیا ہوئی — حاملِ سِرِّ حقیقت کی وہ عظمت کیا ہوئی
آج زعمِ خود پرستی میں جہاں مسرور ہے — منصبِ انسانیت سے نوعِ انساں دور ہے
ذوقِ انسانی نئی آغوش میں پالا گیا — اِک نئے سانچے میں دستورِ جہاں ڈھالا گیا
ربطِ حسن و عشق کے انداز بھی بدلے گئے — نغمہ ہائے زندگی کے ساز بھی بدلے گئے

عصرِ حاضر کشتگانِ عشق سے بیزار ہے
خود فروشی کا حکیمِ دہر کو آزار ہے

اے خدا اب آ جہاں کی رہنمائی کیلئے — تشنہ کامِ زیست کی مشکلکشائی کیلئے
آ کہ تیری یاد ہے اب گردشِ ایام کو — پھر ضرورت ہے تری مسیحِ غم و آلام کو
آ کہ محوِ فکر فردا اب دلِ سیماب ہے — حُسنِ فطرت خود نمائی کیلئے بیتاب ہے
دیدۂ بزمِ جہاں کو پھر ہے تیرا انتظار — آ کہ تیرے حُسن سے ہو حُسنِ عالم شرمسار
آ کہ سینے میں ہے اب تک وہ بہشتِ آرزو — جس کی موج کوثر و تسنیم کو ہے جستجو

اے خدا محوِ مناجات و دعا ہم آج ہیں
تیرے الطافِ ربوبیت کے پھر محتاج ہیں

اے خدا پھر چشمِ حق بیں کو جہاں کو نور دے — پھر خزاں دیدہ چمن کو تازگی کا دور دے
حُسن کو عُشاق کی درماندگی بھی کر عطا — زندگی دی ہے تو سوزِ زندگی بھی کر عطا
ایسی راحت بخش جس کی کیفیت ثانی نہ ہو — دے وہ دل جس میں جُدائی کی پریشانی نہ ہو

بزمِ رنگیں میں نہ ہوں افلاس کے مارے ہوئے
بازیٔ اقوام میں چوگانِ دل ہارے ہوئے

تاریخہائے وفات

از محترم جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل ربوہ

(۱)

پچھلے دنوں چنیوٹ (پاکستان) میں محترم سیٹھ محمد صدیق صاحب جو کلکتہ کے مخلص دوست جناب سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی کے خسر تھے وفات پا گئے۔ محترم قاضی صاحب نے حسب ذیل الفاظ میں مرحوم کی تاریخ وفات نکالی:-

ہائے سیٹھ محمد صدیق احمدی فوت ہو گئے
۱۳۷۹ھ (رکتبہ مزار)

(۲)

چوہدری برکت علی خاں احمدی — ہو گئے مقبول ربِّ سرمدی
راجپوت عالی نسب گڑھ شنکری — عمر ستر میں نہ چاہی برتری
مہدیٔ موعود کے خدمت گذار — مصلح موعود کے بھی جاں نثار
تھے وکیل المال تحریکِ جدید — پھر رہا جو متقی مومن مزید
خدمتِ دیں میں گذاری زندگی — کام کرنے والی ساری زندگی
سالِ ہجری شمسی ہے غفرانِ حق — کر دیا اکمل نے یہ اعلانِ حق
۱۳۵۳ ہش

مسٹر ولیم ناصر جرمن احمدی دوست مالابار میں

رپورٹ مرسلہ مکرم مولوی بی عبد اللہ صاحب مبلغ مالابار

پہلی رپورٹ ۱۳ر مئی کی شام کو ولیم ناصر صاحب جرمن نو احمدی کرونا گاپلی پہونچے۔ وہاں سے کوئی ۱۶ میل جنوب کوئلون ریلوے اسٹیشن پاکر ہم نے ان کا استقبال کیا۔ کرونا گاپلی میں ان کی تین تقریریں ہوئیں۔ ایک احمدیہ دار التبلیغ ہال میں اور ایک مقامی کانگرس منڈل ہال میں۔ اور ایک احمدیہ دار التبلیغ سے کوئی ایک میل دور ایک مڈل سکول میں۔ ہر تقریر کے بعد وہ کئی ایک تصاویر بھی میجک لیمپ کے ذریعہ دکھاتے رہے۔ پہلی دو تقریروں کا ترجمہ ملیالم زبان میں ساتھ ہی ساتھ میں کرتا رہا۔ اور تصاویر کی تفاصیل بھی۔ ضعف نقاہت کی وجہ سے تیسری تقریر کا ترجمہ ایک گریجوایٹ احمدی دوست نے کیا۔

کرونا گاپلی کے پروگرام سے فارغ ہونے کے بعد ۴ر جون کو ولیم ناصر صاحب کو ساتھ لے کر میں اور مولوی ابو الوفا صاحب وہاں سے صبح ۸ بجے کوٹار کو روانہ ہوئے۔ تین گھنٹے ترونیلم میں قیام کرنے کے بعد شام کے ۴ بجے ہم کوٹار پہونچے۔ احباب جماعت نے احمدیہ ہال کے گیٹ پر ہمارا استقبال کیا اور دوستوں سے ولیم ناصر صاحب کا تعارف کرایا گیا۔

کوٹار میں احمدیہ ہال کے صحن میں ۵ اور ۶ر جون کو ولیم ناصر صاحب کی دو تقریریں ہوئیں اور تصاویر بھی دکھائی گئیں۔ تقریروں کا ترجمہ تامل زبان میں اور نیز تصاویر کی تفاصیل حاضرین کو میں نے سنائی۔ دونوں جلسوں میں حاضری ہماری توقع سے بہت زیادہ تھی۔ خصوصاً دوسرے دن غیر معمولی طور پر لوگ جلسے میں شامل ہوئے۔ جن میں بعض ممتاز اور مشہور افسر بھی تھے۔ جو تقریر کے بعد ولیم ناصر صاحب سے دیر تک انگریزی میں گفتگو کرتے رہے۔

ان دو دنوں میں ولیم ناصر صاحب کی آمد سے پہلے میں نے بھی ایک ایک تقریر کی تھی۔ پہلے دن مختصر اور مدرسہ کے دو تقریریں طویل۔ جس میں مخالفین کی تمام اعتراضات کی حقیقت اور احمدیت کی صداقت بیان کی گئی تھی۔ میرے علاوہ ایک اور احمدی دوست مکرم عبد الجبار صاحب نے بھی ایک تقریر کی تھی جو میلا پالیم سے ہمیں ملنے کے لئے آئے تھے۔

ولیم ناصر صاحب کی خواہش تھی کہ وہ راس کماری دیکھیں جو یہاں سے صرف دس میل جنوب کی طرف واقع ہے۔ چنانچہ کل یعنی ۷ر جون کی صبح کو وہ یہاں سے راس کماری گئے۔ ان کے ساتھ میں اور مولوی ابو الوفا صاحب اور تین اور مقامی دوست بھی تھے۔ وہاں چند گھنٹے گذارنے اور ضروری مقامات دیکھنے کے بعد شام کے پانچ بجے ہم یہاں واپس پہونچے۔ وہاں چار غیر احمدی مخالفین ہمیں ملنے کے لئے آئے اور معاندانہ رنگ میں ہم سے گفتگو کرتے رہے۔ آج بھی وہ یہاں گفتگو کرنے کے لئے آئیں گے اور ہم ان کے انتظار میں ہیں۔

کل ۹ر جون کی صبح کو ولیم ناصر صاحب کو ساتھ لے کر میں اور مکرم مولوی ابو الوفا صاحب یہاں سے میلا پالیم جائیں گے۔ اور رات کو وہاں پہلا جلسہ ہوگا۔ جس میں میری تقریر ہوگی۔ اور پرسوں دوسرا جلسہ ہوگا۔ جس میں ولیم ناصر صاحب تقریر کریں گے۔ ہمارا ارادہ ۱۱ر جون کو میلا پالیم سے ستان کولم جانے کا ہے۔ وہاں ایک دن جلسہ ہوگا جس میں میری اور ولیم ناصر صاحب کی تقریریں ہوں گی وہاں بھی ان کی تقریر کا ترجمہ سامعین کو تامل زبان میں انشاء اللہ تعالیٰ میں ہی سناؤں گا۔

۱۳ر جون کو ہم ستان کولم سے مالابار کو واپس ہوں گے اور ہم اسی شام کو کالیکٹ میں وارد ہوں گے۔ انشاء اللہ العزیز۔ وہاں کے پروگرام کے بارے میں وہاں پہونچنے کے بعد ہی کچھ عرض کر سکوں گا۔

چونکہ آجکل سا[illegible]مل مالابار میں موسم برسات ہے [illegible] اور ہوگا اس موسم میں مسلسل بارشیں ہوا کرتی ہیں۔ نہیں اگر بارش نے فرصت [illegible] تو کالیکٹ، کنانور، پینگاڈی وغیرہ مقامات میں [illegible] ولیم ناصر صاحب کی تقریریں کرانے اور تصاویر دکھانے کا ہی ارادہ ہے۔ [illegible] اللہ التوفیق۔

دوسری رپورٹ ۸ر جون کی صبح کو بذریعہ موٹر بس میں اور مولوی ابو الوفا صاحب اور ولیم ناصر صاحب کوٹار سے میلا پالیم روانہ ہوئے اور ۴۲ میل کا سفر طے کرکے اور کچھ دیر تک نیلی جنکشن میں قیام کرنے کے بعد دوپہر کے قریب میلا پالیم وارد ہوئے۔ ولیم ناصر صاحب کے لئے قیام کا انتظام پالم کوٹا میں ٹی۔ بی میں کیا گیا تھا۔ جو میلا پالم وارد ہوئے۔ ولیم ناصر صاحب کے لئے قیام کا انتظام پالم کوٹا میں ٹی۔ بی میں کیا گیا تھا جو میلا پالم سے دو میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اور ضلع ترونلی ویلی کا صدر مقام ہے۔ ان کے ساتھ مکرمی مولوی ابو الوفا صاحب بھی اسی کرایہ کے بنگلہ میں قیام پذیر رہے تھے۔ اور میں نے انجمن احمدیہ میلا پالیم میں قیام کیا تھا تا آنے جانے والے احباب اور ملاقاتیوں سے بات چیت کر سکوں۔

۱۰ر جون کی شام کو ۸ بجے میلا پالیم میں ہمارا جلسہ خاکسار کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ دو ہزار سے زیادہ۔۔۔ کی حاضری تھی۔ پہلے میں نے افتتاحی تقریر کی جس میں سامعین کو یہ بتایا گیا کہ احمدیت کیا ہے اور مخالفین کے اعتراضات کی حقیقت کیا ہے۔ بعدہٗ ولیم ناصر صاحب نے انگریزی میں تقریر کی۔ جس کا تامل زبان میں میں نے ہی ترجمہ کیا اور پھر انہوں نے تصاویر کی نمائش کی۔ اس کی تفصیل بھی میں ہی سامعین کو بتاتا رہا۔

۱۱ر جون کو دوپہر کے بعد ہم میلا پالیم سے ستان کولم کو روانہ ہوئے جو ۱۰۴ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اور جہاں ہماری مختصر سی جماعت موجود ہے۔ جماعت نے ستان کولم کے پریذیڈنٹ کی مہربانی سے یہ سفر بجائے موٹر بس پر کرنے کے موٹر کار میں کیا گیا۔ اور شام کے قریب ہم بخیریت ستان کولم پہنچ گئے۔

۱۲ر جون کو یہاں ستان کولم میں بھی ہمارا ایک جلسہ ہوا اور ولیم ناصر صاحب نے انگریزی میں تقریر کی جس کا تامل زبان میں سامعین کو میں ترجمہ سناتا رہا۔ یہاں مخالفین نے لوگوں کو ہمارے جلسہ میں آنے سے روکنے کی کوشش کی تھی۔ تاہم بہت سے غیر احمدی اور کئی ایک غیر مسلم جلسہ میں آئے اور بفضل خدا اچھا جلسہ ہوا۔ تصاویر کی نمائش بھی ہوئی۔ اور اس کی تفصیل بھی میں ہی لوگوں کو سناتا رہا۔ جلسہ بھی میری ہی صدارت میں ہوا تھا۔ یہاں سے (ستان کولم سے) ۱۴ میل کے فاصلہ پہ کالم کوڈی ایریپام ایک گاؤں ہے۔ جہاں صرف بیجا پور کے احمدیوں کی ایک بہت ہی چھوٹی سی جماعت ہے۔ یہاں کے احباب میلا پالیم کے ہمارے جلسے میں شامل ہونے کے لئے وہاں آئے تھے۔ اور ان کی خواہش تھی کہ ان کے گاؤں میں بھی جلسہ ہو۔ اور انکی خواہش پر یہاں کی جماعت کے پریذیڈنٹ صاحب نے اخراجات جلسہ ادا کرنے کا وعدہ فرمایا تھا۔

چنانچہ کل (۱۳ر جون کو) ہم بذریعہ موٹر کار وہاں گئے۔ یہاں سے پانچ اور احمدی بھی وہاں آئے تھے۔ رات کے ۹ بجے وہاں جلسہ ہوا۔ وہاں بھی میں نے افتتاحی تقریر میں احمدیت پر جو اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ اس کا مختصر جواب سنایا۔ بعدہٗ ولیم ناصر صاحب کی تقریر ہوئی اور ساتھ ساتھ میں اس کا ترجمہ تامل زبان میں سامعین کو سناتا رہا۔ پھر وہاں بھی تصاویر [illegible] کی نمائش ہوئی اور میں نے ہی اس کی تفصیل بھی سنائی اور وہاں سے رات ۱۱½ بجے ہم موٹر کار میں ستان کولم واپس آگئے۔

آج ۱۴ر جون کی صبح کو میں اور مکرم مولوی محمد ابو الوفا صاحب اور مکرمی ولیم ناصر صاحب یہاں سے کالیکٹ روانہ ہو رہے ہیں۔

خاکسار عبد اللہ (مالاباری)، مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ از ستان کولم

امتحان رسالہ ضرورت مذہب

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مشہور لیکچر کا خلاصہ "ضرورت مذہب" جو ایک ٹریکٹ کی صورت میں شائع کیا گیا ہے۔ اس وقت جو لامذہبیت اور دہریت کی رو اکثر وسیع میں پھیل رہی ہے۔ اس کے ازالہ کے لئے یہ رسالہ بہت مفید ہے۔ جملہ عہدیداران جماعت اور مبلغین حضرات سے درخواست ہے کہ وہ جماعت کے جملہ مردوں، عورتوں اور ایسے بچے جو امتحان دے سکیں کو اس امتحان میں شامل ہونے کی تحریک کریں۔

یہ امتحان مورخہ ۱۴ر اگست بروز اتوار ہوگا۔ پریذیڈنٹ و سیکرٹریان تعلیم و تربیت جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ اپنی جماعت کے امتحان میں شامل ہونے والے احباب کی فہرست ۱۵ر جولائی تک دفتر ہذا کو بھجوا دیں گے تا پرچے وغیرہ تیار کرکے بروقت بھجوائے جاسکیں۔

نوٹ:- یہ رسالہ دفتر ہذا سے مفت منگوایا جا سکے گا۔ ڈاک خرچ و پیکنگ خرچ بذمہ خریدار ہوگا

ناظر تعلیم و تربیت صدر انجمن احمدیہ قادیان

"افریقہ میں احمدی مبلغین کا عیسائی منادوں سے مقابلہ کرنا اور ان سے بازی لے جانا یقیناً خراجِ تحسین کا مستحق ہے"

عیسائی منادوں کا مقابلہ کوئی معمولی بات نہیں ہے کیونکہ ان کی پشت پر عیسائی حکومتیں ہیں!

اس کے بالمقابل جماعت احمدیہ کو کسی حکومت یا سرمایہ دار طبقہ کی پُشت پناہی حاصل نہیں"

جماعت احمدیہ کے عظیم الشان تبلیغی کارناموں پر مشہور شیعہ اخبار "رضاکار" لاہور کا خراجِ تحسین

لاہور کے مشہور شیعہ اخبار ہفت روزہ "رضاکار" نے یکم مئی ۱۹۶۰ء کی اشاعت میں "افریقہ میں تبلیغ اسلام" کے زیر عنوان روزنامہ نوائے وقت کے حوالہ سے اس کے نمائندہ خصوصی جناب حفیظ ملک صاحب مقیم واشنگٹن (امریکہ) کا وہ مضمون شائع کیا تھا جو قارئین بدر اس سے قبل مورخہ ۲۱ اپریل ۱۹۶۰ء کی اشاعت میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اس کے بعد مورخہ ۸ مئی کی اشاعت میں معاصر "رضاکار" نے اس مضمون پر تبصرہ کیا تھا۔ جس کا عنوان ہے "اثنا عشری مبلغین افریقہ میں" یہ تبصرہ افادہ احباب کے لئے درج ذیل کیا جاتا ہے (ادارہ)

گذشتہ شمارہ میں ہم نے جناب حفیظ ملک صاحب نمائندہ روزنامہ نوائے وقت لاہور مقیم واشنگٹن (امریکہ) کا ایک مراسلہ "افریقہ میں تبلیغ اسلام" کے عنوان سے نوائے وقت لاہور سے نقل کیا تھا۔

محترم حفیظ ملک صاحب نے اپنے اس مراسلہ میں احمدی مبلغین اور عیسائی مشنریوں کی افریقہ میں تبلیغی سرگرمیوں کا جائزہ لیا ہے اور اس امر پر روشنی ڈالی ہے کہ احمدی مبلغین کس طرح عیسائی مشنریوں کا سر توڑ مقابلہ کر کے لاکھوں افریقیوں کو احمدی بنا رہے ہیں۔ اختلاف عقائد کے باوجود حفیظ ملک نے احمدی مبلغین کی تبلیغی کوششوں کو سراہا ہے۔ اور انہیں خراجِ تحسین ادا کیا ہے۔

افریقہ آزاد ہو رہا ہے۔ لہٰذا مغربی ممالک اب افریقیوں کے ساتھ روابط قائم رکھنے کے لئے "مذہب" کو سیاسی آلہ کے طور پر استعمال کر رہے ہیں۔ اور افریقہ میں مسیحیوں نے عیسائیت کی تبلیغ کر کے افریقیوں کے ساتھ روحانی و نظریاتی رشتے استوار کر رکھے ہیں۔ چنانچہ اس وقت پورے براعظم افریقہ میں عیسائی مشنری پھیلے ہوئے ہیں۔ اور عیسائیت کی تبلیغ پورے زور و شور کے ساتھ جاری ہے۔

دریں حالات اس وقت افریقہ میں تبلیغ اسلام کے لئے ایک وسیع میدان موجود ہے۔ محترم حفیظ ملک صاحب نے مسلمانان پاکستان کی توجہ اسی طرف مبذول کرائی ہے اور اس ذیل میں جماعت اسلامی کو خصوصی دعوت دی ہے کہ اس کے مبلغین افریقہ میں جا کر اسلام کی تبلیغ کریں۔ تو انہیں شاندار کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔ ہماری آنکھیں تلاش کرتی رہیں۔ کہ محترم حفیظ ملک کے مذکورہ مراسلہ میں اثنا عشری مبلغین کی تبلیغی خدمات کا کہیں ذکر آئے گا۔ لیکن ہمیں یہ دیکھ کر انتہا مایوسی ہوئی۔ کہ اس سلسلہ میں اثنا عشری مبلغین کا کہیں نام تک نہیں آیا۔ ہماری جماعت کے مایۂ ناز مبلغ مولانا خواجہ محمد لطیف صاحب قبلہ انصاری گذشتہ دو سال سے افریقہ میں مقیم ہیں اور موصوف نے "رضاکار" میں متعدد مقالات میں افریقہ میں مذہب اثنا عشری کا مقام کے عنوان سے افریقہ کے خوجہ اثنا عشری شیعوں کے حالات پر بالتفصیل روشنی ڈالی ہے۔ محترم خواجہ صاحب کے ان مراسلات سے ہم نے یہ اندازہ لگایا تھا کہ افریقہ میں شیعہ مبلغ صف اول میں شمار ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ پورے ملک کی صنعت و تجارت پر چھائے ہوئے ہیں۔ ہر مقام پر ان کی مساجد اور امام باڑے موجود ہیں۔ اور انہوں نے تبلیغ دین کے لئے [illegible] انتظام کر رکھا ہے [illegible] خدا کے فضل سے ثروت ہونے کے ان کا دینی شغف قابلِ داد ہے۔ چنانچہ خود خواجہ صاحب نے یہ تحریر فرمایا تھا کہ افریقہ میں یہ مشہور ہے کہ

"افریقہ میں اسلام تو عرب لائے تھے۔ مگر اب اس ملک میں اسلام کو قائم رکھنے والے خوجہ اثنا عشری حضرات ہیں"

افریقہ میں بسنے والے خوجہ اثنا عشری حضرات لاکھوں روپے سالانہ اپنے عبادت خانوں مساجد اور امام باڑوں پر خرچ کرتے ہیں۔ پاک و بھارت سے بڑی بڑی تنخواہیں دے کر علمائے کرام کو اپنے مذہبی مراکز میں متعین کرتے ہیں۔ چنانچہ اس وقت افریقہ کے تمام قابلِ ذکر شہروں میں شیعہ مبلغین موجود ہیں۔ لیکن جب ہم اپنے ان مبلغین کی تبلیغی سرگرمیوں کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں مایوسی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اور جب ہم ان کا مقابلہ احمدی مبلغین سے کرتے ہیں تو ندامت سے ہمارا سر جھک جاتا ہے تبلیغی میدان میں عیسائی مبلغین کا مقابلہ کرنا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ کیونکہ ان مبلغین کی پشت پر حکومتیں ہیں۔ جو لاکھوں اور کروڑوں روپے سے ان کی امداد کر رہی ہیں۔ لیکن احمدی مبلغین کی پشت پر نہ ہی حکومت ہے۔ اور نہ ہی کوئی سرمایہ دار طبقہ۔ ان کی پشت پر صرف ان کی جماعت ہے۔ جو انہیں معمولی تنخواہیں دیتی ہے۔ اور ایک محدود سرمایہ سے ان کی تبلیغی سرگرمیوں کو آگے بڑھاتی ہے ان حالات میں احمدی مبلغین کا عیسائی مبلغین سے مقابلہ کرنا اور اس مقابلہ میں ان سے بازی لے جانا یقیناً خراجِ تحسین کا مستحق ہے اور ہمارے مبلغین حضرات کے لئے تازیانہ عبرت ہے۔ جن کو افریقہ میں ایک سرمایہ دار طبقہ کی سرپرستی حاصل ہے۔ اور تبلیغ دین کے سلسلہ میں انہیں ہر طرح کی سہولتیں میسر ہیں۔

کاش ہمارے مبلغین حضرات بھی اپنے میں مشنری سپرٹ پیدا کرتے۔ یعنے آرام و آسائش کی زندگی کو خیرباد کہتے اور محنت و مشقت اپنا نصب العین بناتے۔ تو آج ان کا ذکر بھی تبلیغی مشن کے سلسلہ میں سرفہرست ہوتا۔

ہمیں اس تلخ نوائی سے معاف رکھا جائے ہمارے مبلغین آرام و آسائش کی زندگی گزارنے کے عادی بن چکے ہیں کیونکہ ہمارے دینی مدارس کا ماحول کچھ ایسا ہے کہ انہیں آرام طلب بنا دیتا ہے اور ان میں مشنری سپرٹ پیدا ہی نہیں ہوتی ہمارے چھوٹے دینی مدارس سے لے کر نجف اشرف کے دینی مدارس تک کی یہ حالت ہے کہ وہاں کوئی باقاعدگی اور نظام نہیں جب طلباء ایسے ماحول میں پڑھ لکھ کر جوان ہوں گے۔ تو واضح ہے کہ وہ آرام و آسائش کے عادی ہی بنیں گے۔ لیکن یہ امر مسلّمہ ہے کہ ایک مبلغ اور مشنری اس وقت تک بااحسن وجوہ خدمات انجام نہیں دے سکتا جب تک وہ محنت و مشقت کو اپنا نصب العین نہ بنائے۔

اس سلسلہ میں اپنے مبلغین حضرات کی خدمت میں کچھ عرض کرنا ہے تو گستاخی ہے۔ لیکن ہم یہ عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ ہمارے مبلغین نے مذہب کی تبلیغ بس یہی سمجھ رکھی ہے کہ اپنے مکانات پر حضرات اور آرام و طمانیت آسودگی کی زندگی بسر

ہماری معاشرت کے دو پہلو

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

(۲)

طالب علم - جناب! مصر و شام کی عائلی کمیشن کی اس دفعہ کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے جس میں عدالت کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ اگر شوہر بیوی کی توہین یا دل آزاری کرے تو عدالت چھ ماہ کے لئے اس پر سے تمام حقوق زوجیت ساقط کر دے یعنی چھ ماہ تک دونوں زن و شوہر کے تعلقات قائم کرنے سے روک دیئے جائیں گے۔

ممتحن - مصر و شام کی عائلی کمیشن کی یہ دفعہ بالکل مغربی ذہن کی پیداوار ہے۔ کتاب و سنت میں اس کا کوئی ماخذ نہیں۔ اور یہ دفعہ ایسی ہے جس سے اصلاح کی بجائے فتنوں کے دروازے کھلتے ہیں۔

طالب علم - حکومت پاکستان نے ابھی جس عائلی کمیشن کی سفارش قبول کی ہے۔ اس میں یہ کہا گیا ہے کہ تعدد ازدواج پست خواہشات کا نتیجہ ہے۔ کیا یہ کہہ کر اہل کمیشن نے اسلامی معاشرت اور مسلمانوں کے انبیاء۔ اولیاء اور اکابر امت کے اعلیٰ کردار پر حملہ نہیں کیا ہے؟

ممتحن - کمیشن کے اس حملے اور پھر پاکستانی حکومت کے رویہ پر جتنا بھی افسوس کیا جائے کم ہے۔ کمیشن اگر یہ بات کہتی کہ منصوبہ بندی اور ترقی کی راہ میں تعدد ازدواج اور طلاق و خلع کے مسائل حائل ہو گئے ہیں۔ اس لئے حکومت عارضی طور پر مسلمانوں کی گھریلو معاشرت پر کچھ پابندیاں لگانا چاہتی ہے۔ تو اس کی اس معذرت پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہوتا۔ لیکن کمیشن کے اس حملہ سے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کے نزدیک عیسائیت کا تصور یک زوجگی اسلام کے تصور حیات سے بدرجہا بہتر ہے۔ اس لئے اس نے تعدد ازدواج کو پست خواہشات کا نتیجہ قرار دیا۔

طالب علم - واقعی اس کمیشن کی رپورٹ کا یہ حصہ بہت افسوسناک ہے۔

ایک دوسرا طالب علم - کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ پاکستان کو عائلی کمیشن مقرر کرنے کی کیوں ضرورت پیش آئی۔ کیا پاکستانی عورتوں کی طرف سے حکومت کے پاس کوئی یادداشت بھیجی گئی تھی۔ یا پاکستانی عوام نے اس کا مطالبہ کیا تھا یا پاکستان میں گھر گھر تعدد ازدواج کا رواج ہو گیا تھا۔ اور اس رواج کے باعث پاکستانیوں کا نظام معاشرت بالکل درہم برہم ہو گیا تھا۔

ممتحن - ان میں سے کوئی ایک بات بھی نہیں تھی۔ دراصل تو اس کمیشن کا تقرر ہی ایک جذباتی اور ڈرامائی انداز میں ہوا۔ صورت یہ ہوئی کہ جب محمد علی آف بوگرہ پاکستان کے وزیر اعظم بنائے گئے۔ اور انہوں نے اس عہدہ پر فائز ہونے کے بعد ایک اور شادی کی تو پاکستان کی روشن خیال سوسائٹی کی خواتین نے ایسا محسوس کیا کہ ان کی یورپ میں ناک کٹ گئی۔ بس جھٹ ایک کمیشن مقرر کر دی گئی۔ اور اس نے ان عورتوں کی حسب مرضی ایک رپورٹ پیش کر دی۔ پاکستانی عوام کا اس سے کوئی سروکار نہیں۔ اس کمیشن کا نفاذ بھی مارشل لاء کے عہد میں ہوا۔ جب اخبارات آزادیٔ تحریر سے اور قومی پیشوا آزادیٔ تقریر سے محروم تھے۔ اس لئے وہ کھل کر اس کمیشن کی رپورٹ پر اظہار رائے بھی نہیں کر سکے۔

ممتحن - اچھا کیا اب تم سرمایہ دارانہ اور اشتراکی نقطۂ نظر سے اس مسئلہ پر روشنی ڈال سکتے ہو۔

طالب علم - ہاں میرا خیال ہے کہ تعدد ازدواج تقسیم دولت کا ایک بہترین طریقہ ہے۔ اسلام ایک ہاتھ میں دولت جمع کرنے کا مخالف ہے۔ اس لئے اس نے تعدد ازدواج کی اجازت دی۔ تا اسی طرح وراثت میں دولت کی دور دور تک تقسیم ہو جائے۔ ہم اشتراکی مفکروں کو بھی دیکھتے ہیں کہ وہ بھی خاندانی منصوبہ بندی کے مخالف نظر آتے ہیں۔ ان کے نزدیک تقسیم دولت کے علاوہ ذرائع پیداوار کا بھی سوال ہے۔ اور یقیناً افزائش نسل سے ملک کی قوت پیداوار بھی بڑھتی ہے۔ ہمارا مشاہدہ بتاتا ہے کہ ایک آدمی اپنے ساتھ چند آدمیوں کا رزق لے کر آتا ہے۔ اس لئے صحیح یہ ہے کہ ایک آدمی کی پیدائش سے کتنی ہی بے روزگاری اور مفلسی کا مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔

اب اس کے مقابل یک زوجگی کا تصور دیکھئے تو یہ سراسر یورپ زدائی ذہنیت کی پیداوار معلوم ہوتا ہے جو ملک کی ساری دولت ایک ہی ہاتھ یا ایک ہی خاندان میں ہمیشہ کے لئے رکھنا چاہتا ہے۔ یورپ یا عیسائیت سرمایہ دارانہ ذہنیت کا شکار ہے اس لئے یہاں یک زوجگی پر سب سے زیادہ زور دیا جاتا ہے۔

وہ یورپ زدہ لوگ جو یک زوجگی پر ایمان رکھتے ہیں۔ ذرا ان کے طرز زندگی پر غور کرو۔ وہ ہوں گے ان کی ایک بیوی ہوگی۔ دو بچے ہوں گے بس ان کا خاندان انہیں چار افراد کا نام ہوگا۔ ہر ماہ وہ چار پانچ ہزار روپے کماتے ہیں۔ وہ بس اپنے اسی مختصر سے خاندان پر خرچ کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک اپنے اسی مختصر سے خاندان کے معیار زندگی کا سوال رہتا ہے۔ اونچے سے اونچا معیار زندگی ہو۔ قدم قدم پر عیش و نشاط کی محفلیں ہوں جن میں یہ شریک ہو سکتے ہوں۔ اسپورٹ کلب۔ ڈانسنگ کلب۔ نائٹ کلب۔ ان میں کوئی ایسا نہیں جس کے یہ ممبر نہ ہوں۔ وہ اپنی ساری دولت اسی مختصر سے خاندان اور معیار زندگی بلند کرنے میں صرف کر دیتے ہیں۔ قوم کے بچے ان کے نزدیک کتوں کے بچے سے بھی کمتر ہوتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یورپ زدائی ذہنیت کا یہ گوشہ نہایت گھناؤنا ہے اور اس گھناؤنے گوشے نے دنیا میں یک زوجگی کے نظریہ کو جنم دیا ہے۔

دوسرا طالب علم - ہم اشتراکیت کے مخالف ہیں۔ لیکن اس کے باوجود یہ کہتے ہیں کہ اگر اشتراکی مفکر خدا و رسول کی مخالفت چھوڑ دیں۔ تو اشتراکیت دنیا کے لئے نعمت ثابت ہو سکتی ہے۔ خدا و رسول کے علاوہ اشتراکیوں کا نظریہ معاشرت مذاہب اور ایشیائی نظریہ معاشرت سے بہت ملتا جلتا ہے۔ اگرچہ ہم خروشچیف کی شعلہ بیانی کے ہم قائل نہیں۔ پھر بھی ان کا یہ طنز اکثر مجھے یاد آیا ہے۔ جو انہوں نے دورۂ امریکہ کے دوران ایک ڈانس پارٹی پر کیا کہ ان کی سروں سے تو ان کے چہرے زیادہ خوبصورت ہیں۔ پھر یہ اپنا چہرہ چھوڑ کر سرین کیوں دکھاتی ہیں۔ اگر یک زوجگی والے اس طنز کی بلاغت پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ یوں وہ قائل تو یک زوجگی کے ہیں۔ اور بیک وقت وہ عورتوں سے عہد و میثاق باندھنا معاشرت کا گناہ عظیم سمجھتے ہیں۔ مگر ان کی نفس پرستی نے انہیں کہاں سے کہاں پہنچا دیا ہے۔

ممتحن - میں تمہاری باتوں سے بہت خوش ہوا۔ تم نے فلسفۂ یک زوجگی و حکمت تعدد ازدواج پر بہت غور کیا۔

ایک طالب علم - جناب اگر اجازت ہو تو میں اس مسئلہ پر ایک اور نقطۂ نظر سے غور کروں۔

طالب علم - مجھے تعدد ازدواج اور یک زوجگی کی سوسائٹی میں ایک نمایاں فرق نظر آتا ہے۔ قدیم ایشیائی اور مذہبی معاشرت جس میں تعدد ازدواج جائز قرار دیا گیا ہے۔ وہاں ہمیں معاشرت کی بنیاد اخلاق اور شرم و حیا پر نظر آتی ہے۔ یوں کہنے کو تو یک زوجگی والے تعدد ازدواج کو پست خواہشات کا نتیجہ قرار دیتے ہیں۔ مگر جب تو ان کی معاشرت کی بنیاد نہایت اعلیٰ اقدار پر نظر آتی ہے۔ ان کی ایک وضع ہے جس میں حلم و وقار ہے۔ شرم و حیا ہے۔ انسانیت کا احترام و اعتراف ہے۔ لیکن جس سوسائٹی کی بنیاد یک زوجگی پر ہے۔ یوں اس کا دعویٰ یہ ہے کہ اس کی بنیاد اعلیٰ کردار پر ہے مگر ہم دیکھتے ہیں کہ انہوں نے عورتوں کے جسم سے کپڑے اتار لئے ہیں جنس پرستی کو اتنی اہمیت دی ہے کہ عورتیں جبلی اپریشن کراتی پھرتی ہیں۔ اور پھر عورتوں کی ناقدری کا یہ عالم ہے کہ ایک معمولی دکاندار بھی اپنا مال فروخت کرنے کیلئے نیم عریاں عورتوں کی سر بازار نمائش کرتا ہے۔ یہ ہے اس سوسائٹی میں عورتوں کی قدر۔ جس کی بنیاد یک زوجگی پر ہے اور جو تعدد ازدواج کو سفلی خواہشات کا نتیجہ قرار دیتے ہیں۔

ہمارے کرم یک زوجگی والے بتائیں کہ آج عورتوں کی سر بازار یہ نمائش کس خواہش کا اظہار ہے؟

طالب علم - کیا میں یہ پوچھنے کی جرأت کر سکتا ہوں کہ آج شاہ ایران کی سابق ملکہ ثریا جس طرح در بدر کی ٹھوکریں کھا رہی ہیں انکی یہ زندگی اچھی ہے یا یہ بہتر ہوتا کہ شاہ وارث تاج و تخت کیلئے ایک اور شادی کر لیتے اور ثریا بھی ملکہ ہی کر شاہی محل میں رہتیں۔ کیا دنیا میں ایسے واقعات نہیں ہوئے اور کیا چند رانیاں ایک محل میں آرام و سکھ کی زندگی نہیں گذارتی تھیں؟

ایک دوسرا طالب علم - اگر یک زوجگی کی خواہش عورت کے دل میں حسد و رقابت کی آگ بھڑکاتی ہے۔ پھر تو ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہوں گے کہ یک زوجگی سماج کیلئے تباہ کن ہے اور جس سنجیدگی کے ساتھ اس غلط تصور زندگی کی مخالفت کی جائے۔

ممتحن - اگر اس مسئلہ پر تم سنجیدگی سے غور کرو گے تو معلوم ہوگا کہ مرد طبعاً تعدد ازدواج کا قائل ہے خواہ مغربی معاشرت میں یعنی وہ تین شادیاں کر کے یا بغیر معروف مشرقی یعنی اخلاقی تصور کو ڈھیل ڈھالا کر کے۔ مگر عورت کے دل میں طبعاً ہی تعدد سے ایک انقباض پیدا ہو جاتا ہے۔

سیرت طیبہ کے مبارک موضوع پر

"اوبری" ضلع مراد آباد میں احمدی مبلغ کی تقریر

پچھلے دنوں تین ہزار کی آبادی کے گاؤں "اوبری" ضلع مراد آباد میں خاکسار کو جانے اور پیغام حق پہنچانے کا موقع ملا۔ اس سے چند روز پہلے حافظ جمیل احمد صاحب ساکن اوبری امروہہ آئے۔ جنہیں خاکسار نے اسلامی اصول کی فلاسفی برائے مطالعہ دی۔ موصوف نے خاکسار کو اوبری آنے کی دعوت دی۔ چنانچہ نظارت دعوت و تبلیغ کی اجازت سے موسمی کو شدت کی گرمی کے باوجود حسب وعدہ وہاں پہنچا۔ اس وقت حافظ صاحب موصوف گھر پہ نہ تھے۔ ان کے والد صاحب سے ملاقات ہوئی۔ جو بڑے تپاک اور خوش اخلاق سے ملے۔ کچھ دیر بعد ان کے ستر سالہ بھائی مکرم حافظ احمد نور صاحب بھی تشریف لے آئے۔ وہ بھی بڑے اخلاص اور محبت سے ملے۔ نماز عشاء تک آنے والے دوستوں سے انفرادی طور پر تبادلۂ خیالات ہوتا رہا۔ اور احمدیت کے عقائد و تعلیمات خاص طور پر زیر بحث رہے۔ وفات مسیح کا مسئلہ خروج دجال اور نزول مسیح و مہدی کے بارہ میں مختلف دوستوں کے استفسارات کے تسلی بخش جواب دیئے گئے۔ اتفاق سے اس روز گاؤں میں مجلس میلاد کا انتظام تھا۔ اس موقعہ پر مکرم حافظ احمد نور صاحب نے میری رضامندی سے ایک عام تقریر کا اہتمام کیا۔ اگرچہ بعض لوگوں نے اس میں رخنہ اندازی کی کوشش کی۔ مگر وہ کامیاب نہ ہو سکے۔ جب میلاد خوانوں نے اپنی بے لطف سی کارروائی ختم کی تو مجھے تقریر کے لئے بلایا گیا۔ خاکسار نے تشہد و تعوذ اور سورت فاتحہ کے بعد سورت الضحیٰ کی تلاوت کی۔ اس وقت خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ایسی تاثیر پیدا کر دی کہ سامعین اس تقریر میں کھنچے چلے آئے۔ تلاوت کے بعد میں نے بتایا کہ یہ سورت درحقیقت حضور کی ۲۳ سالہ حیات طیبہ کا خلاصہ اپنے اندر رکھتی ہے۔ اور حضور کی ساری زندگی کا دلربا عجیب نقشہ اپنوں اور غیروں کے سامنے پیش کرتی ہے۔ میں نے مختصر طور پر حیات مقدسہ سے ایسے واقعات بیان کئے جن کا دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے سلسلہ میں آپ کو دشمن کے ظلم و ستم کا تختۂ مشق بننا پڑا۔ اور ضمناً انبیاء سلف کے واقعات بھی بیان کئے۔ اس کے لئے سورت یٰسین کے دوسرے رکوع کی آیت کریمہ یٰحسرۃ علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون پڑھ کر تقریر جاری رکھتے ہوئے خاکسار نے حضور کے ہجرت مدینہ، کفار کی طرف سے حضور کا تعاقب قتل کا منصوبہ، اسی طرح طائف میں تبلیغ کے واقعات درد انگیز پیرایہ میں بیان کئے۔ جس کا حاضرین پر بڑا اثر ہوا۔ آیت متذکرہ بالا کی حسب مناسب حال تشریح کی گئی۔ تو حافظ نور احمد صاحب اچھل پڑے اور کہنے لگے کہ یوں تو یہ آیت بارہا تلاوت کی گئی مگر اس وقت اس کے معانی اور مطالب سن کر یوں معلوم ہوا کہ گویا ابھی نازل ہوئی ہے۔ اور جب اس عاجز نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مشہور شعر

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

پڑھا تو پوری دو سو افراد کی مجلس جھوم گئی۔ اور سیرت طیبہ اور بہت سے دوسرے واقعات سن کر حاضرین پر وجد کی کیفیت طاری ہو گئی۔

سامعین کا اصرار تھا کہ یہ مجلس کچھ دیر اور جاری رہے مگر مستورات اور بچوں کا خیال کر کے اسے مختصر کیا گیا۔ اگلے روز سب دوستوں نے بڑے اخلاص اور عقیدت مندی کے جذبات کے ساتھ رخصت کیا اور پھر آنے کا وعدہ لیا۔

دوستوں سے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ سعید روحوں کو احمدیت کے نور سے منور فرمائے۔ اور ہم سب کو حقیقی اسلام کی سچی خدمت کی توفیق دے۔ آمین

خاکسار
منظور احمد مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم امروہہ

درخواست دعا۔ میرے دوست مکرم منور احمد صاحب معتمد مجلس خدام الاحمدیہ حلقہ دہلی دروازہ نے ایم۔ ایل۔ بی۔ ایس۔ سی کا امتحان دیا ہے درویشان قادیان اور تمام احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نمایاں کامیابی عطا فرمائے نیز سلسلہ کی خدمت کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے۔ خاکسار بشیر الدین احمد متعلم منشی فاضل ہیڈ ماسٹر پرائمری احمدیہ سکول ہدو مل کیمپ لاہور

تقرر عہدیداران جماعتہائے احمدیہ ہندوستان

مندرجہ ذیل عہدے داران ۳۰ اپریل ۱۹۶۲ء تک منظور کئے گئے ہیں
(ناظر اعلیٰ قادیان)

۱۔ برہ پورہ بھاگل پور

صدر۔ مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب مختار برہ پورہ بھاگل پور۔
سیکرٹری مال۔ مکرم سید صدر الدین صاحب بی۔ ایس۔ سی "

۲۔ نند گڑھ

صدر۔ مکرم امام حسین صاحب
جنرل سیکرٹری و سیکرٹری مال۔ مکرم امیر صاحب پکوڑی
سیکرٹری تعلیم و تربیت۔ مکرم نور الدین صاحب

۳۔ بمبئی

صدر و سیکرٹری مال۔ مکرم پی عبد الرزاق صاحب
ناظر اعلیٰ قادیان

چندہ تحریک جدید اور احباب جماعت

تحریک جدید وہ بابرکت تحریک ہے جو ہمارے پیارے اور اولوالعزم امام حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اللہ تعالیٰ سے واضح اشارہ پا کر جاری فرمائی ہے۔ اور یہی وہ تحریک ہے جس کے ذریعہ اسلام کی تبلیغ زمین کے کناروں تک جا پہنچی ہے۔ اور یہی وہ تحریک ہے جس کے نتائج اتنے عمدہ اور اتنے واضح نکلے ہیں کہ آج آپ بڑے فخر کے ساتھ سر بلند کر کے کہہ سکتے ہیں کہ جماعت احمدیہ ہی وہ جماعت ہے جس کے ذریعہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ آسمان پر مقدر ہو چکی ہے کیا اس سربلندی اور فخر میں آپ اور آپ کے بیوی بچے بھی حصہ دار ہیں؟ اگر ہیں تو مبارک ہو اور اگر نہیں تو آپ اب بھی اس مبارک تحریک میں حصہ لے کر خدا تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بن سکتے ہیں۔ وعدہ کیجئے اور اپنا وعدہ جلد ادا کر کے ادائیگی کی فکر کیجئے اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق بخشے۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

اظہار تشکر اور درخواست دعا

اللہ تعالیٰ کے فضل اور احباب جماعت کی دعاؤں کی برکت سے میرا چھوٹا لڑکا عزیز محمد اسحاق تنویر امسال بی۔ اے سال دوم میں فرسٹ ڈویژن میں کامیاب ہوا اور حیدرآباد کی ساری یونیورسٹی میں دوسری پوزیشن حاصل کی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک احباب کرام درویشان قادیان اور بزرگان سلسلہ سے التماس ہے کہ عزیز کے حق میں دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ عزیز کی اس کامیابی کو دینی دنیوی ترقیات کا پیش خیمہ بنائے اور آئندہ سال یونیورسٹی میں بھی امتیازی کامیابی عطا فرمائے۔ آمین
خاکسارہ اہلیہ محمد عبد الرحیم صاحب مرحوم سیکرٹری رائچور دکن

علاقہ جموں و پونچھ کا تبلیغی و تربیتی دورہ

پونے تین گھنٹے تقریر جاری رہی۔ یہاں پر مولانا صاحب کی تقریر کا اندازہ پہلے سے ہی مؤثر تھا اور لوگ بے حد متأثر ہوئے گئے۔ اس علاقہ میں بھی چند روز قبل مولوی عبد العزیز صاحب مذکور جلسہ کر کے جا چکے تھے۔ اور لوگ احمدیت کے بارہ میں چہ میگوئیاں کر رہے تھے۔ جن کے شکوک و شبہات پیدا کرنے لگے تھے

انہیں رفع کرنے کی کوشش کی گئی۔ یہاں سے فارغ ہو کر ۱۳ کو پیدل پانچ میل دھوڑیاں کے مقام پر پہنچے جہاں ایک مخلص احمدی گھرانہ ہے یہاں پر پیر سید احمد شاہ صاحب مذکور نے تحریری سوالات پیش کئے ان کو تسلی بخش جواب دیئے گئے اور بعد نماز ظہر دھوڑیاں سے بذریعہ بس پانچ بجے بخیریت پونچھ پہنچ گئے۔

لازمی چندہ جات کی ادائیگی

دیگر چندوں پر مقدم ہے

یہ امر کسی سے پوشیدہ نہیں ہونا چاہیئے کہ چندہ عام، حصہ آمد اور چندہ جلسہ سالانہ لازمی چندے ہیں جن کی بنیاد خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رکھی اور ان کی باقاعدہ ادائیگی کے متعلق حضور نے یہاں تک تحریر فرمایا ہے:۔

"جو شخص تین ماہ تک چندہ ادا نہ کرے گا اس کا نام سلسلہ بیعت سے کاٹ دیا جائے گا اور اس کے بعد کوئی مغرور اور لاپرواہ جو انصار میں داخل نہیں اس سلسلہ میں ہرگز نہیں رہ سکتا۔" (تبلیغ رسالت)

گویا کہ تین ماہ تک چندہ ادا نہ کرنے والے کے متعلق اس قدر انذار ہے کہ وہ سلسلہ بیعت سے کٹ کر حصارِ احمدیت سے خارج ہو جاتا ہے چہ جائیکہ جو شخص اس سے زیادہ عرصہ کئی ماہ یا سالہا سال سے چندہ نہ دیتا ہو ایسا شخص خود اپنے تاریک انجام کے متعلق قیاس کر سکتا ہے

لازمی چندہ جات کی اہمیت اور فرضیت کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے بھی ۱۹۳۴ء میں مطالبہ تحریک جدید کا اعلان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:۔

"تحریک میں انہی لوگوں کا چندہ لیا جائے گا جو اپنے بقائے ادا کریں گے اور مستقل چندہ بھی پوری طرح دیں گے ہر وہ شخص جس کے ذمہ (لازمی) چندوں میں کوئی نہ کوئی بقایا ہے یا ہر وہ جماعت جس کے چندوں میں بقائے ہوں وہ فوراً اپنے اپنے بقائے پورے کرے اور آئندہ کیلئے چندوں کی ادائیگی میں باقاعدگی کا نمونہ دکھلائیں۔ جو جماعتیں میرے اس حکم کے مطابق اپنے بقایوں کو ادا کرتے ہوئے فریضہ چندہ میں باقاعدگی اختیار کریں گی میں سمجھوں گا کہ انہوں نے اپنے اقرار کو پورا کیا۔ اور آئندہ کی جدوجہد میں ان پر اعتماد کیا جا سکتا ہے۔"

اسی خطبہ میں آگے چل کر حضور ایدہ اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ:۔

"آج وہی شخص اس جنگ یعنی "تحریک جدید" کے مطالبات میں شامل ہوگا جو اپنے بقاؤں کو بے باق کر کے آئندہ کیلئے فریضہ چندوں کی ادائیگی میں باقاعدگی کرے گا۔"

جلسہ سالانہ ۱۹۳۵ء پر بھی حضور نے اپنی تقریر میں جماعت کو مخاطب کر کے فرمایا کہ

"تحریک جدید کو ہم کتنی ہی ضروری چیز قرار دیں یہ لازمی بات ہے کہ اس تحریک کا اثر پہلے کاموں کے خلاف پڑے تو پھر اس کا کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا اگر ہم ہر لعزیز دالا کام کریں تو سلسلہ کو بجائے فائدہ کے نقصان پہنچاتے رہیں گے۔ تحریک جدید میں صرف انہی لوگوں کا چندہ لیا جائیگا جو اپنے لازمی چندوں کے بقائے ادا کریں گے اور مستقل چندہ بھی پوری طرح دیں گے۔"

مندرجہ بالا ارشادات کی روشنی میں جملہ احباب جماعت اور عہدہ داران کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اپنی اپنی جماعتوں میں اس امر کا جائزہ لیں کہ کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ کی ان واضح ہدایات کے باوجود کوئی شخص ان فرضی چندوں کو نظر انداز تو نہیں کر رہا کیونکہ اس وقت جماعت کے سامنے بعض اور ضروری تحریکات بھی ہیں مثلاً تحریک جدید، چندہ نشر و اشاعت، درویش فنڈ وغیرہ وغیرہ یہ تمام تحریکات بھی اگرچہ وقتی طور پر نہایت ضروری ہیں۔ لیکن پھر بھی بمقابلہ لازمی چندہ جات ان کا درجہ نوافل سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔

چندہ عام، حصہ آمد، اور چندہ جلسہ سالانہ جماعت کے لازمی چندے ہیں اور سب سے اہم اور مقدم ہیں ممکن ہر ایک وقت متعدد تحریکات میں حصہ لینے کی وجہ سے کوئی شخص فرض شدہ چندوں میں تغافل اختیار کرے لیکن ایسے شخص کی مثال ایسی ہوگی جس طرح کہ کوئی شخص فرض نماز کو ترک کر کے کثرتِ نوافل میں مشغول ہو جائے یا رمضان کے روزے تو نہ رکھے اور نفلی روزوں پر زور دینا شروع کر دے لیکن جس طرح ایسا کرنا بجائے فائدہ کے انسان کو قابلِ مواخذہ بنا دیتا ہے اسی طرح دیگر تحریکات کی بنا پر فرضی چندوں میں کوتاہی درستی اختیار کرنا ایسے احباب کو خدا تعالےٰ کے نزدیک مورد الزام بنا دیگا۔ البتہ جس طرح فریضہ اعمال عبادات بجا لانیکے بعد نوافل یقینی طور پر ترقی درجات اور تقرب الی اللہ کے موجب ہو سکتے ہیں اسی طرح لازمی چندہ جات میں باقاعدگی کے ساتھ دیگر تحریکات میں حصہ لیکر مالی قربانی کا بہترین نمونہ پیش کرنا خدا تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا کا موجب ہوتا ہے اور سلسلہ احمدیہ کی موجودہ ضروریات اس امر کی متقاضی ہیں کہ احباب جماعت چندہ جات میں سو فیصدی ادائیگی کے علاوہ سلسلہ کی دیگر مالی تحریکات میں بھی اپنا قدم آگے بڑھا کر اللہ تعالےٰ کے فضلوں کے وارث بنیں۔ امید ہے کہ جملہ احباب جماعت اور عہدیداران لازمی چندہ جات کے نظام کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنی اپنی جگہ وصولی چندہ جات کا محاسبہ کریں گے اور اپنی جماعتوں کے بقایا دار افراد کی تربیت و اصلاح کی طرف فوری توجہ دیں گے موجودہ مالی سال کے دو ماہ گذر رہے ہیں اور ابھی متعدد جماعتیں ایسی ہیں جن کی طرف سے لازمی چندوں کی کوئی رقم وصول نہیں ہوئی یا برائے نام ہوئی ہے تمام جماعتوں کو ان کے ذمہ سابقہ بقایا کی اطلاعات بھی نظارت ہذا کی طرف سے حال ہی میں ارسال کی جا چکی ہیں اسکو مدنظر رکھتے ہوئے تمام عہدیداران اور سیکرٹریان مال کو ابھی سے کوشش اور جدوجہد شروع کر دینی چاہیئے تاکہ آخر مالی سال تک نہ صرف موجودہ سال کی وصولی سو فیصدی بجٹ کے مطابق ہو سکے بلکہ سابقہ بقایا کی رقوم کا بیشتر حصہ بھی بیباق ہو جائے۔ بالآخر اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو اپنی ذمہ داریاں صحیح رنگ میں سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے تا ہم اپنے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا وعدہ صحیح طور پر پورا کر سکیں۔ آمین۔ والسلام

ناظر بیت المال قادیان

خبریں

نئی دہلی ۲۰ جون ۔ بھارت کے راشٹرپتی ڈاکٹر راجندر پرشاد آج صبح روس کے دو ہفتہ کے سرکاری دورہ پر روانہ ہو گئے ہیں۔ انہیں پورے سرکاری اعزاز کے ساتھ گرمجوشی سے وداع کیا گیا۔ جب آپ کا ہوائی جہاز روانہ ہوا تو توپوں کی سلامی دی گئی۔ آپ کا ہوائی جہاز روس کی سرزمین میں تاشقند میں ٹھہرا۔ جہاں روس کی طرف سے آپ کا شاندار استقبال کیا گیا۔ آپ پانچ بجے شام ماسکو پہونچ گئے۔ جہاں پُرجوش ہر ستقبالی مناظر دیکھنے میں آئے۔ راشٹرپتی کے ساتھ ریلوے منسٹر شری جگجیون رام اور راجہ سیکرٹری شری ایس دت بھی گئے ہیں۔ اخباری نمائندے بھی اُن کے ساتھ ہیں۔ اور ان کی پارٹی ۲۴ افراد پر مشتمل ہے۔ انہیں دہلی میں پالم ہوائی اڈہ پر آپ راشٹرپتی ڈاکٹر رادھا کرشنن، پرائم منسٹر جناب پنڈت نہرو، مرکزی وزراء، غیر ملکی سفیروں، ممبران پارلیمنٹ اور معززین شہر نے وداع کیا۔ آپ کو پھولوں کے ہار پہنائے گئے۔ راشٹرپتی نے امید ظاہر کی کہ آپ کا دورہ نہ صرف بھارت بلکہ ساری دنیا کے لئے مفید ثابت ہوگا۔

ماسکو ۲۰ جون ۔ بھارت کے راشٹرپتی ڈاکٹر راجندر پرشاد آج شام ۶ بجکر ۴۰ منٹ پر ماسکو پہونچ گئے۔ وہ آج صبح ہوائی جہاز میں دہلی سے روانہ ہوئے تھے۔ ماسکو میں راشٹرپتی کا شاندار استقبال ہوا۔ ڈاکٹر راجندر پرشاد نے ہوائی اڈہ پر تقریر کرتے ہوئے عالمی امن برقرار رکھنے پر زور دیا۔ اور کہا کہ اس کے بغیر دنیا بھر میں انسان کی کامیابی اور ترقی ملیامیٹ ہو کر رہ جائے گی۔ آپ نے اپنی تقریر میں وزیر اعظم روس مسٹر خروشچیف کا بھی ذکر کیا۔ اور امن کے کاز کے لئے اُن کی کوششوں کی سراہنا کی۔ اور کہا کہ عالمی امن کے کاز میں آپ کے عظیم دیش اور وزیر اعظم مسٹر خروشچیف نے اہم پارٹ ادا کیا ہے۔ راشٹرپتی نے کہا۔ ہم سچے دل سے امید رکھتے ہیں کہ مسٹر خروشچیف کی کوششیں اور دوسرے ممالک کے لیڈروں کی کوششیں کامیاب ہونگی۔ اور انسانیت جنگ کے خطرے سے نجات پالے گی۔ آپ نے کہا کہ میرا یہ دورہ میرے لئے ذاتی طور پر روس کی دریافت کی حیثیت رکھتا ہے۔ آپ نے روس کی شاندار اور عظیم کامیابیوں کا ذکر کیا اور ان کوششوں کا بھی ذکر کیا۔ جو روس میں جنگ عظیم کے بعد کی تباہی کے اثرات کو ختم کرنے اور تعمیر نو کے سلسلہ میں کی گئی ہیں۔ راشٹرپتی نے سائنس، مذراعتی اور صنعتی میدانوں میں روس کی شاندار ترقی کی بھی تعریف کی۔ آپ نے بھارت کی صنعتی ترقی کے لئے روس کی طرف سے دی گئی ٹیکنیکل اور دوسری امداد کا شکریہ ادا کیا۔

چنڈی گڑھ ۲۰ جون ۔ مدیا ملٹری پنجاب شری پرتاپ سنگھ کیروں نے آج ایک پریس کانفرنس میں کہا کہ اب تک گرفتار کئے گئے ۴۰۳۰ اکالیوں میں سے صرف ۶ سو اشخاص نے بطور خود گرفتاریاں دی ہیں۔ باقی ۴۰۳ ۲۶ اشتعالی پولیس نے چھاپہ مار کر گرفتار کئے ہیں۔

سیول ۲۰ جون ۔ امریکی صدر جنرل آئزن ہاور نے آج جنوبی کوریا کی نیشنل اسمبلی کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے اعلان کیا کہ اگر کمیونسٹوں نے جنوبی کوریا پر حملہ کیا تو امریکہ جنوبی کوریا کی مکمل امداد کرے گا۔ آپ نے کہا میں امریکی عوام اور امریکی سرکار کے اس عزم کا اعادہ کرتا ہوں کہ اگر جنوبی کوریا پر حملہ ہوا۔ تو ہم امریکہ اور جنوبی کوریا کے باہمی دفاعی معاہدہ کے تحت اس کی پوری پوری امداد کریں گے جنوبی کوریا یقین رکھے۔ کہ امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی فوجیں کسی کو جنوبی کوریا میں زبردستی گھس آنے کی اجازت نہ دیں گے۔ آپ نے کہا۔ میں عالمی امن کے لئے دنیا کے مختلف ممالک اور لوگوں میں مفاہمت کرانے کے لئے کوششیں جاری رکھوں گا۔

چنڈی گڑھ ۲۰ جون ۔ خبر رساں ایجنسی ہندوستان سماچار نے باخبر حلقوں کے حوالہ سے اطلاع دی ہے کہ پنجاب اور دہلی کے کچھ سرکردہ کانگریسی لیڈروں نے سکھ لیڈروں نے پنجاب سرکار کے ساتھ پنجابی صوبہ کے سلسلہ میں سمجھوتہ کی بات چیت شروع کر دی ہے اور پنجابی صوبہ کی مانگ کو واپس لینے کے لئے چار شرطیں رکھی گئی بتائی جاتی ہیں۔ وہ شرائط یہ ہیں:۔

۱۔ پنجاب میں پنجابی یونیورسٹی کا قیام
۲۔ ریجنل کمیٹیوں کو زیادہ اختیارات
۳۔ سروسز میں سکھوں کو زیادہ نمائندگی
۴۔ ہماچل کو پنجاب میں مدغم نہ کیا جائے۔

سرکاری حلقوں کا کہنا ہے کہ پنجاب سرکار اکالیوں کے ساتھ کسی سمجھوتہ کے لئے تیار نہیں ہے۔

امرتسر ۲۰ جون ۔ پنجاب سرکار کے فیصلہ کے مطابق انتہائی گرمی کے ۳ دنوں میں ۲۳ جون سے ۲۵ جون تک سرکاری دفاتر بند رہیں گے۔ اور ۲۶ جون کو اتوار کی وجہ سے دفاتر بند ہوں گے۔

ٹوکیو ۲۰ جون ۔ جاپان کے ایوان کے ۱۱۵ سوشلسٹ ممبروں نے امریکہ اور جاپان کے سکیورٹی معاہدہ کی تصدیق کے خلاف بطور پروٹسٹ اپنے جو استعفے پیش کئے تھے وہ انہوں نے واپس لے لئے ہیں۔ استعفے واپس لینے کا فیصلہ سوشلسٹ ممبروں کی ایک میٹنگ میں کیا گیا۔ جس میں یہ واضح کیا گیا کہ اب جبکہ گورنمنٹ کے خلاف جدوجہد ایک نئے دور میں داخل ہو چکی ہے۔ سوشلسٹ پارٹی کو اپنے استعفے واپس لینے سے زیادہ فائدہ ہوگا کیونکہ سوشلسٹ ممبروں نے اپنے استعفے کشی گورنمنٹ کو ختم کرنے اور سکیورٹی معاہدہ کی توثیق کو روکنے کے لئے دیئے تھے لیکن یہ استعفے اس لحاظ سے مؤثر ثابت نہ ہوئے کہ نہ تو وزیر اعظم کشی کی گورنمنٹ ختم ہوئی ہے اور نہ ہی سکیورٹی معاہدہ کو قانونی شکل اختیار کئے جانے سے روکا جا سکا۔ سوشلسٹ ممبروں نے سکیورٹی معاہدہ پر بحث میں حصہ نہیں لیا تھا اس کے برعکس معاہدہ پر جتنی بحث ہوئی اس میں حکمران پارٹی کے ممبروں نے بھی حصہ لیا ہے۔

مندرجہ ذیل احباب کا چندہ ماہ جون ۱۹۶۰ء میں ختم ہے

نمبر	نام	مقام	تاریخ
۱۲۳۳	مکرمی سید وزارت حسین صاحب	اورین (بہار)	۲۸ جون ۱۹۶۰ء
۱۰۴۲	” بابو عبدالرزاق صاحب	گونڈہ (یوپی)	” ”
۱۶۸۳	” شیخ محمد انعام الحق صاحب	حیدرآباد (دکن)	” ”
۱۰۰۱	” محمد رفیق صاحب	مدراس (مدراس)	” ”
۱۲۴۷	” ایم مختار احمد صاحب ایلنب	ٹانگانیکا (افریقہ)	” ”
۱۹۱۶	” ایم رمضان خان صاحب مسلم مشنری	نادی فیجی (آسٹریلیا)	” ”
۱۹۱۷	” ایم غلام محمود صاحب	شنکرپور (اڑیسہ)	” ”
۱۹۱۹	” پروفیسر ایس شکیل احمد صاحب	گیا (بہار)	” ”
۱۹۲۰	” ناصر علی خان صاحب	گونڈہ (یوپی)	” ”
۱۹۲۱	” مسیح الدین خان صاحب	”	” ”
۱۹۳۸	” ایم ابوالخیار صاحب مبلغ	کالیکٹ (کیرالہ)	” ”
۱۹۱۳	” خلیل حسنی صاحب	حیدرآباد (دکن)	” ”
۱۹۴۷	” قاضی سید حسین صاحب	آدسر (دکن)	” ”
۲۴۴	مکرمہ طاہرہ صاحبہ	بارہ پڑا (اڑیسہ)	” ”
۱۰۸	مکرمی محمد حنیف صاحب	سہارنپور (یوپی)	” ”
۱۴۵۷	” ایس۔ ایم۔ یوسف صاحب	باندہ (بمبئی)	” ”
۱۹۸۴	” جمیل احمد صاحب	بلغر (بہار)	” ”
۱۹۸۷	” عطاء الرحمٰن خان صاحب	کٹک (اڑیسہ)	” ”
۱۹۱۴	” محمد اسلم خان صاحب	فتح پور (یوپی)	” ”
۱۶۱۸	” سید غلام ابراہیم صاحب	کندرہ پاڑہ (اڑیسہ)	” ”
۱۹۹۸	” محمد ابوالحسن صاحب	دلیپ نگر (بمبئی)	” ”
۱۱۲۶	” محمد نعیم صاحب	باسدیو پور (بہار)	” ”
۱۰۰	” محمد عمر صاحب محمد بشیر صاحب سہگل	کلکتہ (کلکتہ)	” ”

(مینیجر بدر قادیان)